تکافل کا نظام اسلامی ہے

مصنّف

مفتی سیّد زاہد سراج

مجمع البحث والافتاء
RESEARCH & IFTA ACADEMY

Scanned by CamScanner

دعا گو و طالب دعا

پی ڈی ایف تیار کنندہ

محمد سعد

پاک قطر فیملی تکافل لیمیٹڈ

۱۰ اگست ۲۰۱۹، ۸ ذوالحجہ ۱۴۴۰

ضروری وضاحت!

یہ کتاب داؤد تکافل کی جانب سے ہے، اور
اس کے تمام حقوق اسی کے لیے ہیں، میں نے
صرف اسلامی مالیات کے علم کی ترویج کے لیے
پی ڈی ایف تیار کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

نظام تکافل کے خلاف تحریر کردہ کتاب "ھدیہ جواب" کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ

تکافل کا نظام اسلامی ہے

مصنف

مفتی سید زاہد سراج

ناشر

مجمع البحث والافتاء

RESEARCH & IFTA ACADEMY

Email: ria.majma@gmail.com

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: تکافل کا نظام اسلامی ہے ("ھدیہ جواب" کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ)

تحریر: مفتی سیّد زاہد سراج

طباعت اول: ۱۱۰۰

سن طباعت: ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۹ء

صفحات: ۱۰۴

قیمت:

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، کراچی (021-32212011)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا دربار روڈ، لاہور (042-37221953)

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، مین یونیورسٹی روڈ، کراچی: (021-24910584)

ناشر

مجمع البحث والافتاء

RESEARCH & IFTA ACADEMY

Email: ria.majma@gmail.com

Scanned by CamScanner

ہدیۂ انتساب

ان دوستوں اور عزیزوں کے نام
جن کے پیہم اصرار پر
اس کتاب کی تالیف ممکن ہو سکی!

نیز
میرے والدین مرحومین کے نام
جن کا سایۂ شفقت آج بھی
میرا دست گیر ہے!

Scanned by CamScanner

ہدیۂ تشکر

محترم طاہر مسعود صاحب کے نام
جنہوں نے اپنے ادارے کی جانب سے
خصوصی مالی تعاون فرمایا
یوں اس کتاب کی اشاعت ممکن ہو سکی!

اللہ تعالیٰ دارین کی برکتیں عطا فرمائے، آمین!

Scanned by CamScanner

دو باتیں

متعدد آیات واحادیث اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ مستقبل میں ممکنہ حادثات و خطرات کی پیش بندی کرنا اور اس سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا نہ صرف عمدہ کام ہے بلکہ حکمت کا تقاضا بھی ہے۔ تمام مہذب اقوام اپنی پیش بندی ایسی کرتی ہیں کہ اول تو ممکنہ خطرہ پیدا ہی نہ ہو اور بالفرض ہو بھی جائے تو اس کا تدارک اس طور پر ہو سکے کہ نقصان کم سے کم ہو اور اس کی تلافی ہو سکے۔ یہ اقوام اپنی ان مرتب کردہ اصول و قواعد پر سختی سے عمل پیرا بھی ہوتی ہیں۔ تکافل بھی مالیاتی خطرات کی تدبیر اور ممکنہ تلافی کے لئے ایک عمدہ کاوش ہے۔ جو شریعت اسلامی کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔ جسے پوری دنیا میں تیزی کے ساتھ اختیار کیا جارہا ہے۔

تکافل کے نظام کی تشکیل کسی فرد کے ذاتی اصولوں پر نہیں بلکہ امداد باہمی اور مستقبل میں ممکنہ خطرات کی تدبیر کو اساس بناتے ہوئے وقف کے اصولوں پر کی گئی ہے ۔ تاکہ مروجہ غیر شرعی اور غیر اسلامی نظام سے چھٹکارہ حاصل کیا جاسکے اور شرعی اصولوں پر مبنی تکافل کا نظام قائم کیا جاسکے۔

Scanned by CamScanner

مشمولات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	ہدیۂ انتساب	۳
۲	ہدیۂ تشکر	۴
۳	دو باتیں	۵
۴	مشمولات	۶
۵	تقریظ: مفتی اعظم پاکستان، مفتی منیب الرحمٰن دامت برکاتہم	۹
۶	تقریظ: مفتی سید صابر حسین صاحب	۱۱
۷	اظہار خیال: محترم محمود شفقت صاحب	۱۳
۸	اظہار خیال: محترم غضنفر الاسلام صاحب	۱۷
۹	اظہار خیال: محترم طاہر مسعود صاحب	۱۹
۱۰	مقدمہ	۲۱
۱۱	باب اول: تکافل کا تعارف اور اس کا طریقہ کار	۲۹
۸	(الف) تکافل کا تعارف	۳۰
۹	(ب) تکافل کی اقسام	۳۲
۱۰	۱) جنرل تکافل	۳۲
۱۱	۲) فیملی تکافل	۳۲
۱۲	ا۔ گروپ فیملی تکافل	۳۳
۱۳	۲۔ شخصی فیملی تکافل	۳۳

Scanned by CamScanner

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۳	جنرل اور گروپ فیملی تکافل کی خصوصیت	۱۴
۳۴	شخصی فیملی تکافل کی خصوصیت	۱۵
۳۶	(ج) تکافل کمپنی کے قیام کا طریقہ کار	۱۶
۴۳	باب دوم: تکافل پر مصنف ھدیہ جواب کے اعتراضات	۱۷
۴۴	(الف) مروجہ تکافل کا نظام اور وقف کے چار قواعد	۱۸
۴۵	(ب) چار قواعدِ وقف پر مبنی تکافل کے نظام کا ماحصل	۱۹
۴۶	(ج) تکافل کمپنی کے کام کا طریقہ	۲۰
۴۷	د) تکافل کے نظام کی باطل بنیادیں:	۲۱
۴۹	باب سوم: تکافل کا نظام اسلامی ہے	۲۲
۵۲	(الف) وقف کے بنیادی اصول	۲۳
۵۷	(ب) مصنف "ھدیہ جواب" کے چار قواعد وقف کا جائزہ	۲۴
۵۷	پہلا قاعدہ	۲۵
۵۹	نقدی (روپے پیسے) کے وقف کا حکم	۲۶
۶۰	داؤد فیملی تکافل کی خصوصیت	۲۷
۶۰	ایک اہم وضاحت	۲۸
۶۲	دوسرا قاعدہ	۲۹
۶۵	تیسرا قاعدہ	۳۰
۶۷	چوتھا قاعدہ	۳۱

Scanned by CamScanner

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۲	(اغنیاء کے انتفاع کے بعد) کی شرط:	۶۸
۳۳	(ج) مصنف ھدیہ جواب کے تین باطل بنیادوں کا جواب	۷۰
۳۴	پہلی باطل بنیاد	۷۰
۳۵	پہلی باطل بنیاد کا جواب:	۷۳
۳۶	فتح القدیر کی عبارت اور مصنف ھدیہ جواب کے علمی مغالطے	۷۸
۳۷	پہلا مغالطہ	۷۸
۳۸	دوسرا مغالطہ	۸۰
۳۹	مصنف سے سوالات	۸۰
۴۰	تیسرا مغالطہ	۸۱
۴۱	چوتھا مغالطہ	۸۵
۴۲	وقف علی النفس کے عدم جواز کی ایک دلچسپ بحث	۸۶
۴۳	دوسری باطل بنیاد	۹۰
۴۴	دوسری باطل بنیاد کا جواب	۹۰
۴۵	تیسری باطل بنیاد	۹۳
۴۶	تیسری باطل بنیاد کا جواب	۹۳
۴۷	خلاصہ بحث اور سفارشات	۹۹
۴۸	خلاصہ بحث	۱۰۰
۴۹	سفارشات	۱۰۱
۵۰	اردو وانگریزی اصطلاحات	۱۰۲

Scanned by CamScanner

تقریظ

مفتی اعظم پاکستان پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن دامت برکاتہم

چیئرمین، مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان

صدر تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ!

مفتی سید زاہد سراج القادری زیدَ مجدُہم ہمارے مستند علماء میں سے ہیں، وہ ایک عرصے سے اسلامی بینکاری اور اسلامی تکافل کے شعبے میں کام کر رہے ہیں، لہٰذا ان دونوں شعبوں پر اُن کو کامل عبور ہے اور ان شعبوں میں درپیش مشکلات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ مفتی سید زاہد سراج صاحب نے "تکافل کا نظام اسلامی ہے" کے عنوان سے تکافل کے موضوع پر ایک وقیع کتاب تصنیف کی ہے، اس میں تکافل کی تعریف، اس کے ذیلی شعبہ جات، اسلام میں تکافل کا تصور اور اس کی تطبیق کے حوالے سے کافی وقیع معلومات دستیاب ہیں، نیز اس پر مانعین کی جانب سے جو اشکالات اور حق کی جستجو کرنے والوں کی جانب سے جو تحفظات ظاہر کیے جا رہے ہیں، اُن کے مُدَلّل اور معقول جواب دیے ہیں اور ظاہر ہے کہ

Scanned by CamScanner

کتاب کے مارکیٹ میں آنے کے بعد ان امور پر بحث کے نتیجے میں اگر کوئی مزید اشکالات قارئین کے ذہن میں پیدا ہوئے، تو آنے والی اشاعتوں میں اُن کا بھی یقیناً جواب دیں گے۔

میں مصنف کی اس قابل قدر کاوش کی تحسین کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس شعبے سے تعلق رکھنے والے اہل علم اس سے استفادہ کریں گے، یہ اسلامی مالیات سے متعلقہ علوم کے طلبہ، اساتذہء کرام، اس شعبے میں کام کرنے والے ذمے داران اور اہل قانون سب کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

۲۷ فروری ۲۰۱۹ء	مفتی منیب الرحمن

Scanned by CamScanner

تقریظ

مفتی سید صابر حسین

ڈائرکٹر، دارالاقتصاد الاسلامی و

مشیر شریعہ، اسلامی بینکاری و تکافل

مفتی سید زاہد سراج صاحب کی تحریر بنام "تکافل کا نظام اِسلامی ہے" کا جستہ جستہ مطالعہ کرنے کا موقع ملا، تکافل کے حوالے سے عام فہم اور ایک عمدہ تحریر ہے، جس میں مفتی صاحب نے نہ صرف تکافل کی حقیقت، اُس کا طریقہ کار اور مروّجہ تکافل کی شرعی حیثیت پر گفتگو فرمائی ہے۔ خاص طور پر مروّجہ تکافل پر مانعین کی طرف سے اُٹھائے گئے اِشکالات کے جوابات فقیہانہ انداز میں دیئے ہیں اور چونکہ قبلہ مفتی صاحب کا اِس شعبے میں وسیع عملی تجربہ بھی ہے، لہٰذا کتاب میں تکافل کے نظریات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اِس کی عملی تطبیق(Practical Implementation) بھی بیان کر دی ہے۔

کتاب شعبۂ تکافل کے متعلقہ طلباء، علماءِ کرام، پی ایچ ڈی اسکالرز اور دیگر شائقینِ علومِ اسلامیہ کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اِس کے ذریعے سے مروّجہ تکافل کے بارے میں پائی جانے والی بہت ساری غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گا اور اِس شعبے میں مزید بہتری پیدا کرنے میں یہ کتاب

Scanned by CamScanner

مدد و معاون ثابت ہو گی۔ علاوہ ازیں تحقیق کے شعبے میں کام کرنے والے اِسکالرز کو نئی جہتیں بھی میسر آئیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی بار گاہ میں انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ دُعا ہے کہ ربِّ کائنات مفتی سید زاہد سراج صاحب کی اس علمی کاوش کو اپنی بار گاہ میں قبول فرمائے اور ہر خاص و عام کو اِس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

خادم العلم والعلماء

سید صابر حسین

دارالاقتصاد الاسلامی

Scanned by CamScanner

اظہار خیال

محترم محمود شفقت

ایڈیشنل ڈائریکٹر، اسٹیٹ بینک آف پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ اَجْمَعِیْنَ!

اس کتابِ مستطاب "**تکافل کا نظام اسلامی ہے**" کے فاضل مصنف، قابل صد احترام مفتی سید زاہد سراج قادری صاحب زِیْدَ مَجْدُھُمْ جدید اسلامی نظام مالیات وبینکاری میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ علوم فقہ و تصوف پر ان کی گہری نظر ہے اور اسلامی نظامِ بینکاری و مالیات کے فروغ اور ابلاغ کے سلسلے میں گذشتہ ایک دہائی سے وقیع خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مفتی صاحب کی مختلف اداروں بالخصوص البرکہ بینک پاکستان لمیٹڈ بشمول سابقہ برج بینک لمیٹڈ، سابقہ داؤد اسلامک بینک لمیٹڈ، داؤد فیملی تکافل لمیٹڈ، تکافل پاکستان لمیٹڈ، المنیب شریعہ اکیڈمی، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی وغیرہ میں وسیع خدمات قابلِ قدر ہیں۔ مجمع البحث والافتاء کے مؤسس اور اس کے سربراہ بھی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک آف پاکستان، سیکیوریٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان، انسٹیٹیوٹ آف بینکرز پاکستان کی قائم کردہ

Scanned by CamScanner

مختلف کمیٹیوں میں اسلامی نظام بینکاری و مالیات میں اصلاحات و رہنمائی کے لئے بھی ان کے وسیع علم سے فائدہ اٹھایا جاتا رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں انہوں نے ایس ای سی پی کی قائم کردہ پاکستان مرکینٹائل ایکسینج کی کموڈیٹی مرابحہ ٹرانسیکشن کی شریعہ آڈٹ اور ریویو کمیٹی میں بطور ممبر اپنی خدمات انجام دیں۔ مفتی صاحب ایس ای سی پی سے باقاعدہ رجسٹرڈ شریعہ ایڈوائزر بھی ہیں۔ جامعہ کراچی، شیخ زید اسلامک سینٹر دیگر جامعات میں تدریسی ذمہ داریوں کے علاوہ دیگر سماجی شعبے میں بھی ان کی بے لوث خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ایک فقیہ ہونے کی ناطے دورِ حاضر کے مسائل کو اس کے صحیح تناظر میں سمجھنا اور اس کے شرعی و عملی پہلوؤں پر نظر رکھنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ "اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے" کے دعوے کو اکیسویں صدی کے تقاضوں کے مطابق دلائل سے ثابت کرنا اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے تمام سماجی و مالیاتی مسائل کا قابل عمل حل پیش کرنا علمائے کرام کی ایک اہم ذمے داری ہے۔ اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ براہونے کے لئے درس نظامی کے علاوہ بہت کچھ سیکھنا بھی پڑتا ہے اور جھیلنا بھی پڑتا ہے۔ دنیا بھر کے بے شمار جید علمائے کرام و فقہائے عظام اسلامی نظام بینکاری و مالیات کے شعبے میں گراں قدر خدمات سر انجام دے رہے ہیں، جس کی بدولت اسلامی بینکاری و مالیاتی اداروں کے کل اثاثوں کی مالیت تقریباً 20

Scanned by CamScanner

کھرب ڈالر تک پہنچ چکی ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ اس میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ سن 2008ء کے مالیاتی بحران کی وجہ سے سودی مالیاتی اداروں کو تقریباً 3000 ارب ڈالر سے زائد نقصانات اٹھانے پڑے جبکہ اسلامی مالیاتی ادارے شریعتِ اسلامیہ کے محکم اصولوں پر کاربند ہونے کی برکت سے ان نقصانات سے بڑی حد تک محفوظ رہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

جہاں تک اسلامی انشورنس یا تکافل کا معاملہ ہے تو مسلم ممالک میں سب سے پہلے سوڈان میں پہلی تکافل کمپنی قائم ہوئی بعد ازاں دیگر مسلم ممالک مثلاً متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، ملائشیاء، اردن وغیرہ میں بھی تکافل کمپنیاں قائم ہوئیں۔ پاکستان میں سب سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل نے 1992ء میں اسلامی انشورنس پر اپنی رپورٹ پیش کی، لیکن تکافل کمپنیاں 2005ء کے بعد قائم ہوئیں۔ اس وقت بہت سارے غیر مسلم ممالک میں بھی تکافل کمپنیاں کامیابی سے کام کر رہی ہیں اور اسلامک فنانشل سروسز بورڈ (IFSB) بھی اس کے لئے بین الاقوامی ضوابط اور گائیڈ لائنز جاری کر چکا ہے۔

پاکستان کے علاوہ باقی دنیا میں تکافل کا نظام مضاربت، وکالہ یا تبرع کی بنیاد پر کام کر رہا تھا، لیکن ان سب ماڈلز پر بعض علمائے کرام کے کچھ اشکالات تھے۔ ان اشکالات کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان میں وقف ماڈل پر کام کیا گیا۔ اس ماڈل پر اب جنوبی افریقہ و دیگر ممالک میں بھی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اور

Scanned by CamScanner

علمی حلقوں میں اسے تحسین کی نظروں سے دیکھا جارہا ہے۔

اس نظام کے شرعی و علمی پہلوؤں پر علمی بحث ایک نہایت خوش آئند بات ہے جس سے اس نظام کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ زیرِ نظر کتاب میں مفتی سید زاہد سراج صاحب زید مجدہ نے معتبر علمائے کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ سے دلائل اپنے جوابات کے حق میں پیش کیے ہیں جو کہ ایک قابلِ قدر کاوش ہے۔

اللہ کریم جل جلالہ سے دعا ہے کہ وہ مفتی صاحب کی کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر فلاح دارین کا سبب بنائے اور بجاہ سید الانبیاء والمرسلین و اہلِ بیتِ اطہار ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اسلامی نظام معیشت کو پوری دنیا میں اس کی اصل روح اور برکات کے ساتھ نافذ کرنے کی کوششوں سے وافر حصہ عطا فرمائے تاکہ ہم اسلام کو ایک مکمل نظام حیات کے طور پر عملی لحاظ سے ثابت بھی کر سکیں

(آمین ثم آمین)

احقر العباد

محمود شفقت

ایڈیشنل ڈائریکٹر

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کراچی۔

۱۰ مارچ ۲۰۱۹

Scanned by CamScanner

اظہار خیال

محترم غضنفر الاسلام
سی ای او، داؤد فیملی تکافل لمیٹڈ

اسلامی طرزِ انشورنس روز افزوں ترقی پذیر ہے اس لئے عوام الناس بالخصوص علماء کرام کی آگہی کے لئے بہت زیادہ علمی کام کی ضرورت ہے تاکہ تکافل کے نظام پر جو اعتراضات ہیں اس کا جواب بھی دیا جاسکے۔ میں یہاں اس امر کی جانب اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ تکافل کے نظام پر سب سے بڑا اعتراض اس بات پر ہے کہ تکافل میں وقف کا قیام نقود (روپے پیسے) کے ذریعے ہوتا ہے۔ جبکہ وقف اصولی طور پر جائیداد غیر منقولہ سے قائم ہونا ضروری ہے یا کم از کم ان چیزوں کے ذریعے جن کے وقف کا رواج ہو۔

الحمد للہ! داؤد فیملی تکافل لمیٹڈ کی یہ خصوصیت ہے کہ اپنے قیام کے اول دن سے ہمارے معزز اراکین شریعہ بورڈ نے شرعی تقاضوں کی کلی مطابقت کو یقینی بنایا ہے۔ مجھے یہ بتانے میں انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ **داؤد فیملی تکافل واحد تکافل کمپنی ہے جس نے نقود کو وقف کرنے کی بجائے جائیداد غیر منقولہ کو خرید کر وقف کیا۔** اصل وقف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کی تمام تر منفعت کے حقدار اس کے موقوف علیہم ہی قرار پائے۔ جبکہ شیئر ہولڈرز کی اپنی ذات، یا دیگر مالداروں کی منفعت کی کوئی شرط نہیں رکھی گئی۔

Scanned by CamScanner

مفتی سید زاہد سراج صاحب کی تصنیف کردہ کتاب "**تکافل کا نظام اسلامی ہے**" تکافل کے شعبے سے منسلک افراد کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔ مفتی صاحب بذات خود تکافل اور اسلامی بینکاری کے شعبے سے گزشتہ بارہ سالوں سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے بہت عمدگی اور شائستگی سے تکافل کے نظام پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔اس کی اشاعت کا فائدہ نہ صرف تکافل کے شعبے سے وابستہ افراد کو ہوگا بلکہ ان کے لئے بھی معلومات کا ایک بہترین ذریعہ بنے گا جو ابھی تکافل کے لفظ سے بھی آشنا نہیں۔ بالخصوص اہلِ علم کو تکافل کے نظام سے متعلق تمام شکوک و شبہات اور اشکالات کا جواب بھی مستند حوالہ جات کے ساتھ مل جائے گا۔ ان کی یہ کتاب آنے والے وقتوں میں حوالے کا کام کرے گی۔یہ کتاب تکافل کی تربیتی مواد میں اگر شامل کی جائے تو نئے آنے والوں کو نہ صرف بروقت تکافل کی معلومات حاصل ہوں گی بلکہ اس نظام پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کے جوابات سے ان کا ذہن پہلے ہی تیار رہے گا۔مجھے بہت قوی امید ہے کہ یہ کتاب تکافل کے نظام کی ترقی میں ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوگی۔

غضنفر الاسلام

چیف ایگزیکٹو آفیسر،

داؤد فیملی تکافل لمیٹڈ

Scanned by CamScanner

اظہار خیال

محترم طاہر مسعود

سی ای او، آئی جی آئی جنرل انشورنس لمیٹڈ (ونڈو تکافل)

آج کے دور میں جہاں تجارت و معاشرت جدّت اختیار کر گئی ہے وہیں جانی و مالی نقصانات کے خطرات میں بھی دن بدن اضافہ ہو جاتا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنے والے خطرات سے نمٹنے کے لئے انشورنس کی ضرورت و اہمیت دنیا کے ہر حصّے میں بہت بڑھ گئی ہے بلکہ بعض مقامات پر تو انشورنس کروانا ایک لازمی قانونی ضرورت بھی ہے۔

مفتی سید زاہد سراج صاحب گزشتہ ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے تکافل اور اسلامی بینکاری کے شعبے میں شرعی راہنمائی کے ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت اور تصنیف و تالیف کے ذریعے بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مفتی صاحب کی نئی تصنیف "**تکافل کا نظام اسلامی ہے**" کو مختلف جگہوں سے پڑھنے کا موقع ملا۔ مفتی صاحب نے اپنی کتاب میں مروّجہ نظام تکافل پر علماءِ کرام کے علمی اعتراضات کے نہایت ہی عمدہ علمی جوابات دیے ہیں۔ تکافل کے تعارف اور عمومی معلومات پر تو ہمیں اب کئی کتابیں مل جاتی ہیں لیکن خالصتاً شرعی نقطہ نظر سے جو اشکالات علمائے کرام کی جانب سے

Scanned by CamScanner

اس نظام پر اٹھائے گئے ہیں ان پر کتابی صورت میں یہ پہلا جامع کام ہے جو مفتی صاحب کی جانب سے انجام دیا گیا ہے۔اس سے نہ صرف تکافل کے شعبے سے وابستہ افراد فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ یہ کتاب ان افراد اور طلباء کے لئے بھی ایک بیش بہا خزانہ ہے جو تکافل کو پڑھ رہے ہیں۔ تکافل کی تربیت اور جامعات کے نصاب کے لئے بھی یہ کتاب ایک اہم جز کا کام کرے گی ۔اس کتاب کو اگر تکافل کے نصاب میں شامل کر دیا جائے تو یقیناً یہ بہت فائدہ مند ہو گا۔یہ کتاب ان معزز علماء کرام کے لئے بھی بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھے گی جن کے سامنے تکافل سے متعلق سوالات پیش ہوتے رہتے ہیں، یہ علماء اس کتاب کے ذریعے مستند حوالہ جات کے ساتھ ان سوالات کے جوابات دے سکیں گے۔

اس بیش قیمت کتاب کو اپنے ادارے کی تربیتی مواد میں شامل کرتے ہوئے مجھے بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے استفادے سے ہمارے ادارے کے ملازمین اپنے گاہکوں کے سوالات کے جوابات عمدگی سے دینے کے قابل ہوں گے۔

طاہر مسعود

چیف ایگزیکٹو آفیسر،

آئی جی آئی انشورنس لمیٹڈ (ونڈو تکافل)

Scanned by CamScanner

مقدمہ

Scanned by CamScanner

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اس جدید دور میں انشورنس دنیا بھر میں ایک لازمی ضرورت ہے۔ باوصف کہ اس میں سود، قمار اور غرر کثیر جیسی دیگر کئی غیر شرعی امور بھی داخل ہیں۔ کوئی گاڑی سڑک پر اس وقت تک نہیں لائی جاسکتی جب تک اس کا انشورنس نہ کروا لیا گیا ہو۔ اسی طرح اندرون یا بیرون ملک سفر کرتے وقت ہوائی جہاز وغیرہ کی ٹکٹ کی رقم میں انشورنس کی رقم شامل ہوتی ہے۔ اب چاہے آپ حج پر جارہے ہوں یا عمرے پر۔ بلکہ حکومت پاکستان ہر ہر حاجی کا باقاعدہ انشورنس بھی کرواتی ہے۔ ظاہر ہے اس انشورنس کی ادائیگی بھی حاجیوں کو کرنا پڑتی ہے۔ اب چاہے اسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح صحت کا بیمہ بھی کروایا جاتا ہے۔ اس کی رقم بھی اس میں شامل ہوتی ہے۔ یہ اور اس جیسی درجنوں ضرورتیں ہیں جن کی وجہ سے انشورنس (بیمہ) ایک لازمی امر ہے۔ لیکن مسلم معاشرہ انشورنس کو سود، قمار اور غرر کثیر کی وجہ سے قبول نہیں کرتا۔

مشرق وسطیٰ، ملائیشیا اور پاکستان میں مروجہ انشورنس کے متبادل تکافل کا نظام متعارف کروایا گیا تاکہ مسلمان اس عصری تقاضے کو شریعت کے مطابق اپنا سکیں۔ عوام الناس اور علماء کرام کو تکافل کے اس نظام کی آگہی کی انتہائی ضرورت ہے۔ صاحبان علم کی جانب سے اکثر تحفظات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

فیصل آباد سے ہمارے کرم فرما محترم شہزاد بابر چشتی صاحب نے "**ھدیہ جواب**" نامی کتاب کے باب نمبر ۸ کے صفحات (صفحہ نمبر 75 تا 88) ارسال فرمایا اور تقاضا کیا کہ مذکورہ صفحات میں جن سوالات کو اٹھایا گیا ہے ان کے جوابات دیئے جائیں۔ ان صفحات میں **تکافل (اسلامی انشورنس) کا نظام غیر اسلامی ہے** کے عنوان پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کس کی تحریر ہے؟ ہمیں نہیں معلوم، نہ ہی اس پر ان مصنف کا نام موجود ہے۔

ان صفحات میں درج ذیل چار قواعد کو پوری گفتگو کا محور بنایا گیا ہے:

"1۔ نقدی (روپے) کا وقف درست ہے۔

2۔ واقف اپنے کئے ہوئے وقف سے خود نفع اٹھا سکتا ہے (اپنی اولاد کو نفع دے سکتا ہے اور دیگر غنی لوگوں کے انتفاع کی شرط کر سکتا ہے)۔

3۔ وقف کو جو تبرع یا چندہ کیا جائے وہ وقف کی ملکیت بنتا ہے خود وقف نہیں بنتا۔

4۔ وقف کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ (اغنیاء کے انتفاع کے بعد) بالآخر خیر کی کسی ایسی مد میں ہو جو کبھی ختم نہ ہونے والی ہو مثلاً فقراء کے لیئے ہو۔" [ھدیہ جواب ص 75]

Scanned by CamScanner

ان چاروں اصولوں کے ذکر کے بعد مصنف نے **تکافل کے نظام کی بنیادیں** اس طرح بیان فرمائیں:

"۱۔ منقولہ اشیاء مثلاً نقدی کا وقف صرف اپنی ذات پر یا دیگر اغنیاء پر جائز ہے جب کہ بالآخر وجوہ خیر کے لئے ہو۔

۲۔ وقف کو چندہ دینا ایک مستقل معاملہ ہے اور وقف کے قواعد کے مطابق چندہ دینے والے کا نقصان کی تلافی کا حقدار ٹھہرنا بالکل دوسرا معاملہ ہے۔ دونوں ایک دوسرے کا عوض نہیں۔

۳۔ وقف فنڈ اور تکافل کمپنی دونوں ہی شخص قانونی ہیں اور کمپنی کے ڈائریکٹرز کمپنی سے غیر شخصیتیں ہیں۔"

[ھدیہ جواب ص76]

اس کے بعد مصنف نے لکھا:

"تکافل کے نظام کی یہ تینوں بنیادیں باطل ہیں۔"

[ھدیہ جواب ص76]

گو کہ میں نے ان کا تفصیلی جواب دے دیا تھا لیکن احباب کے پیہم تقاضے کے بعد اب اس کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا جارہا ہے۔ کتاب کا عنوان چوں کہ **ھدیہ جواب** دو چشمی (ھ) سے ہے اس لئے میں نے بھی اس کو یوں ہی لکھا ہے۔

Scanned by CamScanner

مصنف **ھدیہ جواب** نے اپنی تحریر کو چوں کہ "**تکافل کا نظام باطل ہے**" کا عنوان دیا اس لئے میں نے اس کتاب کا نام "**تکافل کا نظام اسلامی ہے**" رکھا۔

یہ مختصر کتابچہ ایک مقدمہ، تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں ہم نے تکافل کا مختصر تعارف اور اس کا طریقہ کار بیان کر دیا ہے۔

دوسرے باب میں مصنف کے ان اعتراضات کو بیان کیا ہے جو ھدیہ جواب میں مذکور ہیں۔ تیسرے باب میں ان تینوں اعتراضات کے تفصیلی جوابات دیئے گئے ہیں۔ آخر میں ایک خاتمہ ہے۔

مذکورہ اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے اس بات کی کوشش کی ہے کہ شریعت اسلامی کی معتبر کتب کے حوالہ جات سے اس کو مزین کیا جائے۔ نیز تکافل کا ایک مختصر تعارف اور اس کا طریقہ کار بھی تحریر کر دیا جائے تاکہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔ کیوں کہ مصنف کی تحریر کو پڑھنے سے یہی محسوس ہو رہا ہے کہ تکافل کے نظام سے عدم واقفیت کی بنا پر ہی اعتراضات کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔

میں شکر گزار ہوں نابغۂ عصر، فقیہ ملت، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا جنہوں نے تکافل کے نظام کو شریعت سے ہم آہنگ بنانے میں قدم قدم پر راہنمائی فرمائی اور بے انتہا مصروفیت کے باوجود بیش بہا مشوروں سے نوازا۔ اور باوصف اپنی علالتِ طبع انتہائی گراں قدر تقریظ بھی عطا

Scanned by CamScanner

فرمائی۔ بلاشبہ یہ کتابچہ آپ کی افادات عالیہ سے مزین ہے۔ اسی طرح میں اپنے انتہائی عزیز اور مخلص ساتھی مفتی سید صابر حسین صاحب کا بھی بے انتہا مشکور ہوں جنہوں نے میری درخواست پر اس کتابچہ کو بغور پڑھا اور نہ صرف اپنے مفید مشوروں سے نوازا بلکہ تقریظ بھی تحریر فرمائی جو اس کتابچہ میں شامل ہے۔

اسی طرح میں مفتی محمد ابراہیم قادری، سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان و پرنسپل جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر کا بھی بے حد ممنون ہوں جو غریب خانے پر بذات خود تشریف لائے اور تکافل کے نظام پر تفصیلی استفسار فرمایا۔ نہ صرف زیر نظر کتابچہ کے مندرجات کو ملاحظہ فرمایا بلکہ متعدد قیمتی مشوروں سے بھی نوازا۔ افسوس ہے کہ بوجوہ اس کتابچہ پر آپ کی تحریر شامل نہیں کی جا سکی۔

میں محترم جناب محمود شفقت کا بھی انتہائی ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب پر تفصیلی اظہار خیال فرمایا۔ نیز متعدد مقامات پر تبدیل و ترمیم بھی تجویز کی۔ ساتھ ہی اس فقیر کے لئے قیمتی کلمات بھی رقم فرمائے اور دعاؤں سے بھی نوازا۔ میں علامہ حیدر علی لاشاری صاحب کا بھی نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری و کمپوزنگ میں ہر لمحہ معاونت فرمائی۔ اسی طرح میں مفتی حافظ شمس الزمان صاحب، علامہ عبد الکلام صاحب اور علامہ زین العابدین صاحب کا بھی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے بڑی محنت سے اس کے مسودے کی پروف ریڈنگ کی اور جا بجا اس کی درستگی بھی کی۔

Scanned by CamScanner

ناسپاسی ہوگی کہ اگر داؤد فیملی تکافل لمیٹڈ کے سی ای او محترم غضنفر الاسلام صاحب اور سی او او محترم آصف حق صاحب کا شکریہ نہ ادا کیا جائے جنہوں نے اس کتابچے کی طباعت میں نہ صرف ذاتی دلچسپی لی بلکہ معاونت بھی فرمائی۔ میں ان دونوں حضرات کا بھی بے حد مشکور ہوں۔

یوں ہی آئی جی آئی جنرل تکافل (ونڈو آپریشنز) کے سی ای او محترم طاہر مسعود اور محترم نفیس احمد صاحب سربراہ ونڈو تکافل آپریشنز کا بھی از حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اپنا بیش بہا مالی تعاون عطا فرمایا۔ ورنہ شاید اس کام کی انجام دہی ممکن نہ ہو پاتی۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب شائقین علوم اسلامی، طلبہ اور اسلامی مالیات و تکافل کے شعبے سے وابستہ افراد و ادارے کے لئے نہ صرف مفید ثابت ہوگی بلکہ بطور ماخذ بھی استعمال کی جاسکے گی۔

یہاں اس امر کا اظہار بھی از بس ضروری ہے کہ اسلامی مالیات کا یہ شعبہ گرچہ نیا ہے لیکن امام احمد رضا کی تصنیف فتاویٰ رضویہ سے جابجا تکافل کی جواز کی سند جہاں اسلام کی آفاقیت کو ظاہر کرتی ہے وہیں امام احمد رضا کی وسعت علم اور دور رس نگاہوں کی تاثیر کو بھی آشکار کرتی ہے۔ اس کتاب میں امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی عظیم ترین تصنیف فتاویٰ رضویہ سے بیش بہا استفادہ کیا گیا ہے۔ بلاشبہ فتاویٰ رضویہ فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے۔

Scanned by CamScanner

بہر حال اس کتاب کی تمام خوبیاں اللہ رب العزت کی طرف سے ہیں۔ اور ہر خامی و لغزش مجھ فقیر بے توقیر کی ہے۔ لہذا میں اپنے قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ اصلاح طلب امور کی نشاندہی فرمائیں۔ ان شاء اللہ ہر مثبت مشورہ آئندہ اشاعت میں شامل کیا جائے گا۔

میں اپنے تمام احباب اور ساتھیوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کی تکمیل میں اپنا تعاون شامل فرمایا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ان سب پر بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے اور ہر قسم کی آفات وبلیّات سے محفوظ رکھے، آمین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین!

خیر اندیش، سید زاہد سراج

بروز جمعرات ۶ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

بمطابق ۱۴ مارچ ۲۰۱۹ء

Scanned by CamScanner

باب اول:

تکافل کا تعارف اور اس کا طریقہ کار

Scanned by CamScanner

(الف) تکافل کا تعارف

تکافل عربی زبان کے لفظ **کفل** سے مشتق ہے۔ **کفل** کے مصدری معنٰی کفالت کرنے کے ہیں۔ کفالت اسلام کا وہ پسندیدہ معاملہ ہے جس میں ایک فرد کسی دوسرے فرد کی دیکھ بھال، پرورش اور نگہبانی کی ذمہ داری بطور تبرع اور احسان اٹھاتا ہے اور بدلے میں کسی اجرت یا معاوضے کا طالب نہیں ہوتا۔ جبکہ تکافل باب **تفاعل** سے ہے۔ اس کا لغوی معنٰی ہے؛ باہم ایک دوسرے کی کفالت کرنا، یعنی اس میں ہر فرد ایک دوسرے کی کفالت کی ذمہ داری اس طور پر اپنے ذمہ لیتا ہے کہ جب کبھی کسی فرد کو ضرورت پڑے گی دوسرا فرد اس کی دیکھ بھال اور نگہبانی کی ذمہ داری اٹھالے گا۔ تبرع کا اجر تو بارگاہ الٰہی سے ملتا ہے۔

کفالت اور تکافل دراصل عقد تبرع کی اقسام ہیں۔ کیوں کہ خرید و فروخت اور لین دین کی طرح اس میں نہ تو معاوضہ طے ہوتا ہے اور نہ ہی تبادلے کے لئے کسی وقت مقررہ کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ بلکہ حسب ضرورت اور حسب موقع یہ ذمہ داری نبھائی جاتی ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کفالت جناب ابو طالب نے انجام دی۔ ان کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صاحبزادے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت فرمائی۔

تکافل کا اصطلاحی معنٰی یہ ہے:

Scanned by CamScanner

مستقبل میں پیش آمدہ پوشیدہ خطرات کی تدبیر کا ایسا نظام جو شریعت کے اصولوں پر مبنی ہو جس میں ہر شریک یعنی تکافل ممبر باہم ایک دوسرے کا ضامن ہو اور ممکنہ حد تک اس کے مالی نقصان کی تلافی کر سکے۔

دور حاضر میں تکافل کو انشورنس کے متبادل کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے اور اسلامی شریعت کے سنہری اصولوں پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے تاکہ مروجہ انشورنس کے غیر شرعی اور غیر اسلامی نظام سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے۔

تکافل کی اساس:

جس طرح اخوت اسلامی اور امداد باہمی اسلام کی تابندہ روایت ہے۔ اسی طرح مستقبل میں پیش آمدہ خطرات کی تدبیر بھی اسلام کا زریں باب ہے۔ امداد باہمی اور مستقبل کے پوشیدہ خطرات کی تدبیر کو اساس بناتے ہوئے وقف کے اصولوں پر تکافل کا نظام قائم کیا گیا ہے۔ جس کی جا بجا مثالیں قرآن و سنت میں آسمان پر موجود ستاروں کی طرح جگمگا رہی ہیں۔ بس ایک نگاہِ بینا درکار ہے۔

Scanned by CamScanner

(ب) تکافل کی اقسام:

تکافل کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں:

(۱) جنرل تکافل

(۲) فیملی تکافل

(۱) جنرل تکافل

یہ تکافل کی ایسی قسم ہے جس میں تکافل ممبران (موقوف علیہم) کے اثاثہ جات کو تکافل کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ جنرل تکافل میں عام طور پر جن اثاثہ جات کا تکافل کیا جاتا ہے ان میں پراپرٹی، میرین، موٹر اور متفرق اقسام شامل ہیں۔ جس کو مزید ذیلی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور کسی بھی ممکنہ حادثے یا نقصان کی صورت میں تکافل ممبران کا مالی تحفظ کیا جاتا ہے۔

(۲) فیملی تکافل

یہ تکافل کی ایسی قسم ہے جس میں تکافل ممبران (موقوف علیہم) کی طبعی یا حادثاتی موت واقع ہو جانے یا مستقل معذوری کی صورت میں ان کو اور ان کے اہل خانہ کو تکافل کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔

فیملی تکافل کی مزید دو قسمیں ہیں:

Scanned by CamScanner

۱۔ **گروپ فیملی تکافل:** اس میں مختلف ادارے اپنے ملازمین کے لئے تکافل کا تحفظ حاصل کرتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ مدت ملازمت میں کسی ملازم کی طبعی یا حادثاتی موت واقع ہو جائے یا مستقل معذوری ہو جائے تو اس صورت میں ان کو اور ان کے اہل خانہ کو تکافل کا تحفظ حاصل ہو سکے۔

۲۔ **شخصی فیملی تکافل:** اس میں افراد اپنی ذاتی حیثیت میں تکافل کے ممبر (موقوف علیھم) بن جاتے ہیں۔ تاکہ طبعی یا حادثاتی موت یا مستقل معذوری کی صورت میں ان کو اور ان کے اہل خانہ کو تکافل کا تحفظ حاصل ہو سکے۔

جنرل اور گروپ فیملی تکافل کی خصوصیت:

جنرل اور گروپ فیملی تکافل میں ممبران جو عطیات (کنٹری بیوشن) دیتے ہیں وہ تبرع کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ یہ عطیات عطیہ کنند گان کی ملکیت سے خارج ہو کر براہ راست وقف فنڈ میں چلے جاتے ہیں۔ عطیہ دیتے ہی وہ اس وقف فنڈ کے موقوف علیہ بن جاتے ہیں اور کسی ممکنہ نقصان، حادثے، طبعی یا حادثاتی موت یا بیماری یا کسی حادثے کی وجہ سے مستقل معذوری کی صورت میں ان کو اور ان کے اہل خانہ کو تکافل کا تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وقف فنڈ حسب وعدہ ان کو تکافل کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے ان کے نقصان کی تلافی کر دیتا ہے۔

Scanned by CamScanner

شخصی فیملی تکافل کی خصوصیت:

جبکہ جنرل اور گروپ فیملی تکافل کے برعکس شخصی فیملی تکافل کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وقف فنڈ کے ساتھ ساتھ ایک اضافی سرمایہ کاری فنڈ بھی قائم کیا جاتا ہے۔ سرمایہ کاری فنڈ کی سرمایہ کاری عام طور پر مضاربہ یا وکالہ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ جب کوئی شخص تکافل کا ممبر بننا چاہتا ہے تو وقف فنڈ میں عطیہ دے کر اس کا ممبر (موقوف علیہ) بن جاتا ہے اور طبعی یا حادثاتی موت نیز بیماری یا کسی حادثے کی وجہ سے مستقل معذوری کی صورت میں اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے تکافل کا تحفظ حاصل کرلیتا ہے۔ ساتھ ہی وہ سرمایہ کاری فنڈ کا بھی ممبر بن جاتا ہے۔ جس کی ملکیت ہمیشہ اس کے پاس ہی رہتی ہے۔ تکافل کمپنی اس کی رقم کو شرعی طریقہ کار کے مطابق مختلف کاروبار میں سرمایہ کاری کرکے منافع حاصل کرتی ہے۔ اور طے شدہ تناسب سے یہ منافع تکافل کمپنی اور ممبران کے درمیان تقسیم کردیا جاتا ہے۔

مختصراً یہ کہ عطیہ کنندگان جب اپنا عطیہ (کنٹری بیوشن) دیتے ہیں تو طے شدہ تناسب سے اس کو دو حصوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے۔ ایک حصہ وقف فنڈ میں اور دوسرا حصہ سرمایہ کاری فنڈ میں چلا جاتا ہے۔

Scanned by CamScanner

نوٹ:

وقف فنڈ کے برخلاف سرمایہ کاری فنڈ کی ملکیت چوں کہ تکافل ممبران کے پاس ہی رہتی ہے اس لئے سرمایہ کاری فنڈ کی مالیت کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے ممبران کو اپنے جمع شدہ اثاثے میں شامل کرنا پڑے گا۔

Scanned by CamScanner

(ج) تکافل کمپنی کے قیام کا طریقہ کار:

ا) صاحبانِ حصص (شیئر ہولڈرز یا مالکان کمپنی) شراکت داری کے اصولوں کے تحت ایک تکافل کمپنی قائم کرتے ہیں۔ تکافل کمپنی کو تکافل آپریٹر بھی کہا جاتا ہے۔ ہر شریک (پارٹنر) ایک طے شدہ تناسب سے اس کمپنی میں اپنا سرمایہ ملاتا ہے۔ اس سرمایہ کو ابتدائی راس المال کہا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان کی طرف سے کسی بھی تکافل کمپنی کے قیام کے لئے ایک ابتدائی راس المال کی حد مقرر کر دی گئی ہے، جس کی پابندی کی جاتی ہے۔ اس کمپنی کے اصول و قواعد تحریر کئے جاتے ہیں نیز اس کے کام کرنے کا طریقہ کار وغیرہ طے کیا جاتا ہے اور بعد ازاں متعلقہ ادارے سے اس کو منظور کروایا جاتا ہے تاکہ کمپنی قانونی طور پر وجود میں آسکے۔ اس دستاویز کو آئین کمپنی (آرٹیکل آف ایسوسی ایشن) کہا جاتا ہے۔ اس کمپنی کے تمام معاملات اسی آئین کمپنی کے مطابق انجام دیئے جاتے ہیں۔ اس کمپنی کی حیثیت شخص معنوی، شخص اعتباری یا شخص قانونی کی ہوتی ہے۔ ابتدائی راس المال سے جو فنڈ تشکیل دیا جاتا ہے اس کو شیئر ہولڈرز فنڈ کہتے ہیں۔ اور اس کی ملکیت صاحبان حصص (شیئر ہولڈرز یا مالکان کمپنی) کے پاس ہی رہتی ہے۔ صاحبان حصص کمپنی کے لئے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا تقرر کرتے ہیں۔ یہ بورڈ اس کمپنی کے تمام امور کی نگرانی اور جانچ پڑتال کرتا ہے اور اس میں کئے گئے کاموں کی منظوری دیتا ہے۔ نیز یہی بورڈ

Scanned by CamScanner

کسی اہل اور موزوں شخص کو اس کمپنی کا انتظامی سربراہ یا چیف ایگزیکٹو آفیسر (سی ای او) مقرر کرتا ہے جو کمپنی کے تمام امور کو انجام دیتا ہے۔

۲) اس کے بعد یہی بورڈ ایک شریعہ مشیر کا تقرر کرتا ہے۔ جو اسلامی شریعہ خصوصاً اسلامی مالیاتی فقہ پر مہارت رکھتا ہو۔

یہ شریعہ مشیر کمپنی کے قیام سے اس کے تمام مالی معاملات کے انجام پزیری کے ہر ہر مرحلے پر نہ صرف شرعی راہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ اس کے تمام معاملات کی نگرانی بھی کرتا ہے تاکہ تمام مراحل پر غیر شرعی امور سے اجتناب کیا جاسکے۔

تکافل رولز ۲۰۱۲ء کے مطابق کمپنی کی صوابدید پر ہے کہ ایک سے زیادہ علماء کا تقرر کرے اور ایک شریعہ بورڈ قائم کردے۔

۳) شریعہ بورڈ وقف کی بنیاد پر ایک تکافل ماڈل تیار کرتا ہے اور اسی کی بنیاد پر ایک وقف نامہ (وقف ڈیڈ) تیار کرتا ہے۔ وقف نامہ ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے جس میں واقف، متولی، مال موقوف، موقوف علیہم، آمدن وقف، مصارف وقف وغیرہ سے متعلق قواعد وضوابط تحریر کئے جاتے ہیں۔ نیز اس میں شریعہ بورڈ کی ذمہ داریاں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے جو تکافل کو مروجہ انشورنس سے نہ صرف مکمل طور پر ممتاز کرتی ہے بلکہ اس کو اسلامی شرعی اصولوں سے ہم آہنگ بھی کرتی ہے۔

Scanned by CamScanner

۴) صاحبان حصص تکافل کمپنی کے وقف فنڈ کے قیام کے لئے ایک مخصوص رقم کو مختص کرتے ہیں۔ تاکہ اس رقم سے ایک غیر منقولہ جائیداد خرید کر اصلِ وقف قائم کیا جاسکے۔ اس طرح یہ رقم ان کی ملکیت سے خارج ہو کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے۔ اس اصلِ وقف سے حاصل ہونے والی منفعت نیز تبرع اور دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدن کو اس کے موقوف علیہم پر تصدق کر دیا جاتا ہے۔ موقوف علیہم کے تعین و تحدید کا اختیار چوں کہ واقف کا ہے لہٰذا صرف طے شدہ شرائط کے تحت عطیہ کنندگان ہی اس کے موقوف علیہم ہو سکتے ہیں۔ ان کو تکافل ممبر یا Participant کہا جاتا ہے۔ یہ وقف اپنے موقوف علیہم کے مستقبل کے ان نقصانات کی تلافی کرتا ہے جس کا اس نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یہ سب شرائط بھی اس وقف نامہ میں تحریر کر دی جاتی ہیں۔ بنیادی طور پر تکافل کا تحفظ اسی وقف فنڈ سے ہوتا ہے۔ اس کو تکافل وقف فنڈ کہا جاتا ہے اور یہ **ملک للّٰہ** ہوتا ہے۔

۵) جیسا کہ عرض کیا گیا صاحبان حصص واقف کی حیثیت سے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا تقرر کرتے ہیں جو بعد ازاں تکافل آپریٹر کے انتظامی سربراہ یعنی چیف ایگزیکٹو آفیسر کو اس وقف فنڈ کا نگران مقرر کرتے ہیں۔ وہ پوری تکافل کمپنی کو بطور سی ای او اور وقف فنڈ کو بطور نگران چلاتا ہے۔ اس ضمن میں شریعہ مشیر یا شریعہ بورڈ کی شرعی راہنمائی اور اجازت کا پابند ہوتا ہے۔ تاہم

Scanned by CamScanner

واقف یا صاحبان حصص کو وقف کے نگران (سی ای او) کی تبدیلی کا اختیار رہتا ہے۔ کمپنی اور وقف کے کاموں کی انجام دہی کے لئے سی ای او ایسے افراد کا تقرر کرتا ہے جو اس کی نگرانی میں وقف نامہ کے قواعد کے مطابق تمام امور انجام دے سکیں۔

۶) وقف نامے میں دیے گئے اختیارات کے تحت، تکافل کمپنی شریعہ مشیر یا شریعہ بورڈ کی نگرانی و راہنمائی میں تبرع (اور شخصی فیملی تکافل کی صورت میں تبرع اور مضاربہ یا وکالہ) کے تحت ایسے مالی عقود تیار کرتی ہے جو افراد یا اداروں کی مستقبل کی ضروریات کو پورا کرسکے۔ ان کو مروجہ کاروباری اصطلاح میں پلان کہا جاتا ہے۔ شریعہ مشیر اس پلان کی جانچ پڑتال کرتا ہے اور تمام شرعی قواعد و ضوابط کی تکمیل کے بعد اس کی منظوری دیتا ہے۔ ساتھ ہی تکافل آپریٹر کے قیام، نیز اس کے تیار کردہ مذکورہ پلان کی شرعی مطابقت کی سند (Shari'ah Compliance Certificate) بھی جاری کرتا ہے۔ اس کے بعد متعلقہ حکومتی ادارے سے بھی اس کی منظوری لی جاتی ہے تاکہ شرعی اور قانونی تقاضوں کی تکمیل ہو جائے۔

۷) جو افراد یا ادارے اپنے اثاثوں، یا طبعی یا حادثاتی موت یا مستقل معذوری کی صورت میں اپنے یا اپنے ملازمین یا اہل خانہ کے لئے تکافل کا تحفظ چاہتے ہیں وہ مخصوص شرائط کے تحت اس تکافل وقف فنڈ میں تبرع کی بنیاد پر

Scanned by CamScanner

عطیات (Takaful Contribution) دیتے ہیں۔ عطیات دیتے وقت ان کی حیثیت عطیہ کنندگان (Contributor) کی ہوتی ہے تاہم عطیہ دینے کے بعد وہ اس کے موقوف علیہ (Beneficiary) بن جاتے ہیں۔ یوں ضرورت کے وقت وقف فنڈ سے منفعت حاصل کر کے تکافل کا تحفظ حاصل کرتے ہیں۔ ان کو (Participant) یا شریک کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع شرکاء ہے۔ واضح رہے کہ اثاثہ جات کے نقصانات، یا طبعی یا حادثاتی موت یا مستقل معذوری کی صورت میں وقف فنڈ سے تکافل کا تحفظ صرف اس لئے ملتا ہے کہ وہ اس کے موقوف علیہ (تکافل ممبر / شریک) ہیں۔

۸) وقف فنڈ کے ذرائع آمدن (منفعت) اور مصارف (اخراجات) کیا کیا ہوں گے، وقف نامے میں اس کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جاتا ہے۔ اصل وقف سے حاصل ہونے والی آمدن (مثلاً اصلِ وقف کوئی عمارت ہو اور اس کو اجارہ پر دیا گیا ہو تو اس سے حاصل ہونے والا کرایہ)، عطیہ کنندگان کی جانب سے تبرع کی بنیاد پر عطیات (تکافل کنٹری بیوشن)، وقف فنڈ کی فاضل آمدن کی مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ کاری سے حاصل شدہ منافع نیز دیگر متفرق ذرائع سے حاصل ہونے والی رقوم اس وقف فنڈ کی منفعت (آمدن) ہیں۔ جبکہ مصارف (اخراجات) میں متولی کو اس وقف فنڈ کے انتظام و انصرام کی اجرت (وکالہ فیس)، نیز موقوف علیہم یا ان کے ورثاء کو کسی حادثے، نقصانات، طبعی یا

Scanned by CamScanner

حادثاتی موت، مستقل معذوری وغیرہ کی صورت میں ادائیگی (Claims) نیز ری تکافل کے اخراجات ،وقف فنڈ کی فاضل آمدن کی مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ کاری سے حاصل شدہ منافع میں سے طے شدہ شرح سے مضارب (Takaful Operator) کوادائیگی اس کے علاوہ ایک ممکنہ ہنگامی ذخیرہ (Reserves) کا قیام وغیرہ اس کے مصارف ہیں۔

۱۰) وقف فنڈ کی ایک معتد بہ رقم مضاربت کے اصولوں کے تحت شرعی سرمایہ کاری میں لگائی جاتی ہے۔ اس صورت میں وقف فنڈ کی حیثیت رب المال کی ہوتی ہے جبکہ تکافل کمپنی بطور مضارب کام کرتی ہے۔ یوں سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والا منافع (اگر ہو تو) پہلے سے طے شدہ تناسب کے تحت آپس میں تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

۱۱) جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ جنرل اور گروپ فیملی تکافل کے برخلاف شخصی فیملی تکافل میں ایک اضافی سرمایہ کاری فنڈ بھی قائم کیا جاتا ہے جو عام طور پر مضاربت یا وکالت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص تکافل کا ممبر بننا چاہتا ہے تو وقف فنڈ میں عطیہ دے کر اس کا ممبر (موقوف علیہ) بن جاتا ہے اور طبعی یا حادثاتی موت نیز بیماری یا کسی حادثے کی وجہ سے مستقل معذوری کی صورت میں اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے تکافل کا تحفظ حاصل کرلیتا ہے۔ ساتھ ہی وہ سرمایہ کاری فنڈ کا بھی ممبر بن جاتا ہے۔ سرمایہ کاری فنڈ کی ملکیت

Scanned by CamScanner

ہمیشہ اس کے پاس ہی رہتی ہے۔ تکافل کمپنی اس کی رقم کو شرعی طریقہ کار کے مطابق مختلف کاروبار میں سرمایہ کاری کر کے منافع حاصل کرتی ہے۔ اور طے شدہ تناسب سے یہ منافع تکافل کمپنی اور ممبران کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ گویا شخصی فیملی تکافل میں عطیہ کنندگان جب اپنا عطیہ (کنٹری بیوشن) دیتے ہیں تو وہ طے شدہ تناسب سے دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک حصہ وقف فنڈ میں اور دوسرا حصہ سرمایہ کاری فنڈ میں چلا جاتا ہے۔ وقف فنڈ کے برخلاف سرمایہ کاری فنڈ کی ملکیت تکافل ممبران کے پاس ہی رہتی ہے۔

۱۲) مالی سال کے آخر میں وقف فنڈ کے تمام آمدن و مصارف کا حساب لگایا جاتا ہے۔ مصارف سے زائد بچ جانے والی اضافی آمدن (سرپلس) وقف فنڈ کی ہی ملکیت ہوتی ہے۔ واقف نے وقف کرتے وقت یہ شرط بھی رکھی تھی کہ وقف فنڈ کی اس اضافی آمدن (سرپلس) کو موقوف علیہم میں متناسب شرح سے تقسیم کر دے گا۔ اس لئے اس سرپلس سے متولی یا تکافل کمپنی کو کچھ نہیں دیا جاسکتا بلکہ شرط الواقف کنص الشارع کے اصول کے تحت صرف موقوف علیہم ہی پر تصدق کیا جاسکتا ہے۔

۱۳) بعض صورتوں میں وقف کی آمدن اس کے مصارف (اخراجات) سے کم ہو سکتی ہے۔ اگر موقوف علیہم کی ادائیگی میں کچھ کمی ہو تو صاحبان حصص اس وقف فنڈ کو قرض حسن دے سکتے ہیں۔ جو بتدریج قابل واپسی ہو گا۔

Scanned by CamScanner

باب دوم:

نظام تکافل پر مصنف "ھدیہ جواب" کے اعتراضات

Scanned by CamScanner

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ "**ھدیہ جواب**" نامی کتاب کے باب نمبر ۸ میں **تکافل (اسلامی انشورنس) کا نظام غیر اسلامی ہے** کے عنوان پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کس کی تحریر ہے؟ ہمیں نہیں معلوم، نہ ہی اس پر مصنف کا نام موجود ہے۔ یہ باب مذکورہ کتاب کے صفحات (75 تا 88) مشتمل ہے۔

مصنف **ھدیہ جواب** کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ مروجہ تکافل کا نظام، وقف کے چار قواعد پر مشتمل ہے اور اس کی بنیاد پر تکافل کے نظام کی تین بنیادیں ہیں اور تینوں باطل ہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے:

(الف) مروجہ تکافل کا نظام اور وقف کے چار قواعد

مصنف فرماتے ہیں کہ مروجہ تکافل کا نظام وقف کے درج ذیل چار قواعد پر مبنی ہے:

"1۔ نقدی (روپے) کا وقف درست ہے۔

2۔ واقف اپنے کئے ہوئے وقف سے خود نفع اٹھا سکتا ہے (اپنی اولاد کو نفع دے سکتا ہے اور دیگر غنی لوگوں کے انتفاع کی شرط کر سکتا ہے)۔

Scanned by CamScanner

3۔ وقف کو جو تبرع یا چندہ کیا جائے وہ وقف کی ملکیت بنتا ہے خود وقف نہیں بنتا۔

4۔ وقف کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ (اغنیاء کے انتفاع کے بعد) بالآخر خیر کی کسی ایسی مد میں ہو جو کبھی ختم نہ ہونے والی ہو مثلاً فقراء کے لیئے ہو۔،،

[ھدیہ جواب ص75]

(ب) چار قواعد وقف پر مبنی تکافل کے نظام کا ماحصل

مصنف اس کے بعد فرماتے ہیں ان چار قواعدِ وقف پر مبنی تکافل کے نظام کا ماحصل یہ ہے:

"تکافل (یعنی اسلامی انشورنس) کمپنی اپنے کچھ سرمایہ سے ایک وقف فنڈ قائم کرتی ہے۔ اس وقف فنڈ کی شرائط میں سے ہے کہ اولاً وقف فنڈ کے جن ممبران کا کسی حادثہ میں نقصان ہو جائے اس فنڈ کے منافع میں سے ان کے نقصان کی تلافی کی جائے گی اور بالآخر وہ نیکی کے کاموں کے لئے مثلاً فقراء کے لئے ہو گا۔

وقف فنڈ کا ممبر بننے کے لئے اس میں ایک خاص چندہ دینا ہو گا جو ہر نوع کی انشورنس کے مطابق ہو گا۔

Scanned by CamScanner

یہ وقف فنڈ خود ایک معنوی شخصیت رکھتا ہے جس کی بنیاد پر وہ مالک بنتا بھی ہے اور بناتا بھی ہے۔ لٰہذا انشورنس پالیسی لینے والے اس کو جو چندہ دیتے ہیں وہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔
پالیسی لینے والوں کو نقصان کی تلافی میں بیمہ کی جو رقم ملتی ہے وہ ان کے چندے کا عوض نہیں ہوتی بلکہ وقف فنڈ کی شرائط کے مطابق اس کے حقدار بننے کی وجہ سے ملتی ہے۔" [ھدیہ جواب ص76]

(ج) تکافل کمپنی کے کام کا طریقہ

تکافل کمپنی دو طرح سے کام کرتی ہے:

i. وہ وقف کے متولی کی طرح وقف کا انتظام کرتی ہے یعنی انشورنس پالیسی لینے والوں سے چندے وصول کرتی ہے، حقداروں کے نقصان کا تدارک کرتی ہے اور فنڈ کے علیحدہ سے حسابات رکھتی ہے۔ ان خدمات پر تکافل کمپنی اجرت لیتی ہے۔

ii. وقف فنڈ کی وقف شدہ اور مملوکہ (چندے کی) رقموں پر وکیل بالاجرت یا مضارب بن کر کام

Scanned by CamScanner

کرتی ہے اور اپنے حصے کا نفع یا اجرت لیتی ہے۔

[ھدیہ جواب ص76]،،

(د) تکافل کے نظام کی باطل بنیادیں:

مذکورہ بالا تفصیل بیان کرنے کے بعد مصنف نے **تکافل کے نظام کی بنیادیں** اس طرح ذکر کیں:

"ا۔ منقولہ اشیاء مثلاً نقدی کا وقف صرف اپنی ذات پر یا دیگر اغنیاء پر جائز ہے جب کہ بالآخر وجوہ خیر کے لئے ہو۔

۲۔ وقف کو چندہ دینا ایک مستقل معاملہ ہے اور وقف کے قواعد کے مطابق چندہ دینے والے کا نقصان کی تلافی کا حقدار ٹھہرنا بالکل دوسرا معاملہ ہے۔ دونوں ایک دوسرے کا عوض نہیں۔

۳۔ وقف فنڈ اور تکافل کمپنی دونوں ہی شخص قانونی ہیں اور کمپنی کے ڈائریکٹرز کمپنی سے غیر شخصیتیں ہیں"[ھدیہ جواب ص76]

اس کے بعد انہوں نے لکھا:

Scanned by CamScanner

"تکافل کے نظام کی یہ تینوں بنیادیں باطل ہیں"

[ھدیہ جواب ص76]

Scanned by CamScanner

باب سوم

تکافل کا نظام اسلامی ہے

(مصنف ہدیہ جواب کے اعتراضات کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ)

Scanned by CamScanner

مصنف "هدیہ جواب" کے اعتراضات کا جواب دینے سے قبل یہ عرض کرنا ہے کہ مصنف نے وقف کے مذکورہ چار قواعد کو بنیاد بناتے ہوئے تکافل کے نظام کو باطل قرار دیا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ان کا اعتراض وقف کے مذکورہ چار قواعد اور ان قواعد کے بیان کرنے والوں پر ہے۔ حالاں کہ اس بات سے وہ خود بھی بخوبی آگاہ ہوں گے کہ وقف نہ تو صرف چار قواعد پر منحصر ہے اور نہ ہی یہ کسی فرد واحد کا بنایا ہوا قانون ہے۔ وقف کے قوانین تو قرآن و سنت سے مستفاد ہیں۔ اور صدیوں سے اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مذکورہ تحریر "هدیہ جواب" میں اس بات کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا کہ مذکورہ قواعد کہاں سے لئے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہاں صرف چار قواعد وقف ہی بیان کئے گئے یا مصنف نے ازخود صرف مذکورہ چار ہی قواعد کو اخذ کرتے ہوئے اسے اپنی گفتگو کا عنوان بنایا۔

مزید براں مصنف نے ان مذکورہ چار قواعد وقف کو بیان کرتے ہوئے قوسین (بریکٹ) میں بھی کچھ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ معلوم نہیں یہ بھی انہوں نے من و عن نقل کیا ہے یا اپنی طرف سے اس میں اضافہ کیا ہے۔ اس کا جواب بھی ان ہی کے ذمے ہے۔

ایک اور اہم بات یہ کہ مصنف نے تحقیقی اصولوں کے برخلاف تکافل کو جابجا انشورنس یا بیمہ ہی لکھا ہے جو کہ نامناسب ہے۔ کیوں کہ انشورنس یا بیمہ کے

Scanned by CamScanner

عدم جواز کی وجہ سے ہی تو تکافل کو بطور متبادل پیش کیا گیا ہے۔

آخری اہم بات یہ ہے کہ اگر شرعی اصول و قواعد پر مبنی کوئی نظام پیش کیا گیا ہے تو کیا اہل انصاف کا صرف یہی ایک کام ہے کہ اس پر لایعنی اعتراضات کر کے فارغ ہو جایا جائے یا اس کے بعد اس میں اصلاح کی بھی کوئی تجویز پیش کی جائے تاکہ کوئی خرابی اگر ہو تو اس کو درست کیا جا سکے؟

مذکورہ اعتراضات کے جوابات سے قبل وقف سے متعلق کچھ اہم نکات کا جاننا بے حد ضروری ہے:

Scanned by CamScanner

(الف) وقف کے بنیادی اصول:

(۱) وقف بھی عِتق اور قربانی کی طرح ایک عبادت ہے جیسا کہ امام احمد رضا قادری فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۱ میں بحوالہ رد المحتار بیان فرماتے ہیں:

''العتق، والوقف، والاضحیة ایضاً عبادات

(ترجمہ: وقف، عتق اور قربانی بھی عبادات ہیں۔)''

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۱ / رد المحتار، کتاب النکاح، مطبوعہ بیروت ۲/۲۵۸]

اسی طرح وقف کی تعریف اور اس کی غرض و غایت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''الوقف ازالة الملك الیٰ الله تعالیٰ علیٰ وجه القربة۔

(ترجمہ: اپنی ملکیت کو عبادت کے طور پر زائل کرنا، اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کو وقف کہتے ہیں۔)''

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۱ / الہدایہ، کتاب الوقف، مطبوعہ کراچی ۲/۶۲۳]

(۲) واقف (وقف کرنے والا) اپنے جس مال کو وقف کرتا ہے اس کو مال موقوف کہتے ہیں۔ نیز جو لوگ اس کی منفعت کے حقدار ہوتے ہیں ان کو

Scanned by CamScanner

موقوف علیہ کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع موقوف علیہم ہے۔ وقف کرنے کے بعد واقف خود بھی اس کی تولیت کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو کسی اور کو بھی اس کا متولی بنا سکتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ واقف کی حیثیت وقف کر دینے کے بعد متولی کی رہتی ہے، چاہے اس نے خود کے لئے متولی کی شرط نہ بھی رکھی ہو۔

(۳) جہاں تک اس وقف سے انتفاع کا سوال ہے تو اس ضمن میں واقف کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ موقوف علیہم کا تعین کر دے جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی متعدد وقف کیے گئے جس میں خود مسجد نبوی شریف کا وقف، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بئر رومہ کو خرید کر وقف، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیبر کی زمین کا وقف شامل ہیں۔ ان سب میں بنیادی چیز یہ تھی کہ واقف نے نہ صرف موقوف علیہم کا تعین کیا بلکہ خود بھی اس سے انتفاع کیا۔ مثلاً مسجد نبوی عبادت کرنے والوں کے لئے، کنواں مسلمانوں کے لئے، خیبر کی زمین متعین کردہ موقوف علیہم کے لئے وقف کی گئیں نیز واقف اور متولی کو بھی اس سے معروف کے ساتھ منفعت حاصل کرنے کی اجازت دی گئی۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط عائد کی تھی کہ ان کی اکابر اولاد سے جو دیندار اور صاحب فضل ہو اس کو دیا جائے۔ بہر حال یہاں یہ بات تو اظہر من الشمس

Scanned by CamScanner

ہے کہ دیگر عبادت گزاروں کی طرح واقف خود بھی اپنی وقف کی ہوئی مسجد میں عبادت کرسکتا ہے، اپنے وقف کئے ہوئے کنویں سے پانی پی سکتا ہے، نیز اپنی وقف شدہ جائیداد سے استفادہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کردہ مثالوں سے واضح ہوگیا۔ اسی طرح واقف کو اس بات کا بھی اختیار شامل ہے کہ وہ موقوف علیہم کو متعین و محدود کردے اور اس میں کوئی قباحت نہیں۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے ابی معشر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے۔[کنز العمال، الحدیث ۴۶۱۴۴، ج۱۶، ص ۲۷۰ بحوالہ: بہار شریعت (تخریج شدہ ایڈیشن) ج ۱۰ ص ۵۵]

ایک سائل کے جواب میں امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں:

"عامہ شرائط معتبرہ کا اختیار شرع مطہر نے واقف کو صرف انشائے وقف کے وقت دیا ہے مثلاً جسے چاہے اس کا مصرف بنائے جسے چاہے اس سے جدا رکھے، جسے جتنا چاہے دینا بتائے، جس وقت یا حالت یا صفت کے ساتھ چاہے مقید کردے، جو ترتیب چاہے مقرر کرے، جب تک اس انشاء میں ہے مختار ہے، وقف تمام ہوتے ہی وہ تمام شروط مثل وقف لازم ہو جاتی ہیں کہ جس طرح وقف سے پھرنے

Scanned by CamScanner

یا اس کے بدلنے کا اسے اختیار نہیں رہتا یونہی ان میں سے کسی شرط سے رجوع یا اس کی تبدیل یا اس میں کمی بیشی نہیں کرسکتا ہاں اگر انشا ہی کے وقت شرط لگادی تھی کہ مجھے ان تمام شروط یا خاص فلاں شرط میں تبدیل کا اختیار ہوگا تو جس شرط کے لئے بالتصریح یہ شرط کرلی تھی اسی کو بدل سکے گا پھر اسے بھی ایک ہی بار بدل سکتا ہے، جب تبدیل ہولی اب دوبارہ تغیر کا اختیار نہ ہوگا کہ اسی قدر شرط کا مفاد تھا، وہ پورا ہوگیا اب دوبارہ تبدیل شرط شے زائد ہے لہذا مقبول نہ ہوگی البتہ اگر کسی شرط پر انشائے وقف میں یہ شرط لگادی کہ میں اسے جب کبھی چاہوں ہر بار بدل سکوں گا تو اس شرط کی نسبت اختیار مستمر رہے گا کہ اب اس کا استمرار ہی مقتضائے شرط ہے غرض واقف خود اس کا قطعی پابند ہوتا ہے جو ان شرائط میں وقف کرتے وقت زبان یا قلم سے نکال چکا اس سے باہر ان میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا۔۔۔۔۔"

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۹ / رد المحتار، کتاب النکاح، مطبوعہ بیروت ۲ / ۲۵۸]

لہٰذا کسی بھی وقف سے اس کی منفعت کا حصول اس کے موقوف علیہم کے لئے ہے۔۔ یہاں تک کہ خود واقف، واقف کی اولاد، اس کے قرابت دار، اغنیاء و فقیر سب ہی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ وقف سے یہ استفادہ اس لئے نہیں ہوگا کہ وہ واقف ہے، یا واقف کی اولاد ہے بلکہ اس لئے ہوگا کہ واقف کی شرط کے مطابق وہ اس کا موقوف علیہ ہے۔

(۴) "اوقاف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اور اس میں بلاشرط واقف یا اجازت خاصہ شرعیہ کوئی تغیر تبدل جائز نہیں،۔۔"[فتاویٰ رضویہ ج۱۶ص۱۵۷]

(۵) اس کے برخلاف واقف نے وجوہ خیر کے علاوہ اس کے منافی شرط لگائی تو وقف کو جائز رکھا جائے گا اور شرط کو باطل قرار دیا جائے گا۔

Scanned by CamScanner

(ب) مصنف "ھدیہ جواب" کے ذکر کردہ چار قواعد وقف کا جائزہ

مصنف ھدیہ جواب نے مذکورہ چار قواعد وقف کو بنیاد بناتے ہوئے اپنے اعتراض کی عمارت قائم کی اور پھر تکافل کی تین باطل بنیادیں بیان کیں۔ ان مذکورہ چاروں قواعد کا تنقیدی جائزہ حاضر خدمت ہے:

پہلا قاعدہ: نقدی (روپے) کا وقف درست ہے۔ (ھدیہ جواب ص75)

نقدی کے وقف سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ کس چیز کا وقف کیا جاسکتا ہے اور کس چیز کا نہیں؟

وقف اصلاً تو عقار (جائیداد غیر منقولہ) کا ہی ہوسکتا ہے تاہم منقولہ اشیاء کے وقف کے بارے میں یہ ہے کہ یا تو وہ عقار کے تابع ہوں یا ان کے وقف کا رواج ہو۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی فرماتے ہیں:

"جائیداد غیر منقولہ جیسے زمین، مکان، دوکان ان کا وقف صحیح ہے اور جو چیزیں منقول ہوں مگر غیر منقول کے تابع ہوں ان کا وقف غیر منقول کا تابع ہو کر صحیح ہے، مثلاً کھیت کو وقف کیا تو ہل، بیل، اور

Scanned by CamScanner

کھیتی کے جملہ آلات اور کھیتی کے غلام یہ سب کچھ تبعاً
وقف ہوسکتے ہیں یا باغ وقف کیا تو باغ کے جملہ سامان
بیل اور چرسا وغیرہ کو تبعاً وقف کر سکتا ہے۔"

[بہار شریعت (تخریج شدہ ایڈیشن) بحوالہ الفتاویٰ الخانیہ،
کتاب الوقف، فصل فی وقف المنقول، ج ۲ ص ۳۰۹]

اسی طرح دیگر منقولات جو عقار کے تابع نہ ہوں ان کے وقف کے حوالے سے صاحب بہار شریعت بیان فرماتے ہیں:

"گھوڑے اور اسلحہ کا وقف جائز ہے اور ان کے علاوہ
دوسری منقولات جن کے وقف کا رواج ہے ان کو مستقلاً
وقف کرنا جائز ہے۔ نہیں تو نہیں۔"

[بہار شریعت (تخریج شدہ ایڈیشن) بحوالہ تبیین الحقائق، کتاب
الوقف، ج ۴ ص ۲۶۵]

یعنی یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ منقولات جن کے وقف کرنے کا رواج ہو صرف اسی صورت میں وقف ہوں گے کہ ان کو مستقلاً یعنی ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا جائے۔ اگر کچھ وقت کے لئے وقف کیا تو وہ شرعاً وقف نہیں ہوں گے۔

Scanned by CamScanner

نقدی (روپے پیسے) کے وقف کا حکم

جہاں تک منقولہ اشیاء مثلاً نقود یعنی روپے پیسے کے وقف کرنے کا سوال ہے تو یہ چوں کہ نہ تو عقار (جائید اد غیر منقولہ) ہیں اور نہ عقار کے تابع، نہ تبعاً وقف ہو سکتے ہیں اور نہ ہی دیگر منقولہ اشیاء (جاء نماز، مردے کی چارپائی وغیرہ) کی طرح ان کے وقف کرنے کا رواج ہے۔ کیوں کہ جن منقولہ اشیاء کے وقف کا رواج ہے اس میں بنیادی طور پر یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وقف کرتے وقت وہ متعین ہو جاتے ہیں نیز استعمال سے فوراً ختم نہیں ہو جاتے ۔ جیسے جاء نماز، مردے کی چارپائی وغیرہ کہ ان کو بار بار استعمال کیا جاسکتا ہے۔ روپے پیسوں میں یہ دونوں خصوصیات نہیں پائی جاتیں۔ البتہ بعض علماء نے نقود کے وقف کی صورت یہ بیان کی ہے کہ بطور مضاربت اس کو وقف کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا اس پوری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ:

نقدی (روپے پیسے) کا وقف نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ متعین نہیں ہوتے نیز استعمال سے ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان کو اس طور پر وقف کیا کہ اس پیسے کو بطور مضاربت استعمال کریں اور اصل کو باقی رکھیں اور اس کا منافع خرچ کریں تو جائز ہے۔

Scanned by CamScanner

داؤد فیملی تکافل کی خصوصیت:

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ داؤد فیملی تکافل کے قیام کے وقت اس کے شریعہ بورڈ نے اس بات کا اہتمام کیا کہ اس کا وقف فنڈ نقود کی بجائے عقار (جائیداد غیر منقولہ) کے ذریعے قائم کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے تکافل کمپنی کے مالکان نے ایک مخصوص رقم مختص کی جس سے بعد ازاں ایک غیر منقولہ جائیداد خرید لی گئی اور اس کو بطور وقف رجسٹرڈ بھی کروالیا گیا۔

لیکن یاد رہے کہ یہ اصل وقف خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے کیا گیا۔ جس میں صاحبان حصص کی اپنی ذات، ان کی اولاد یا دیگر اغنیاء کے منفعت کی کوئی شرط نہیں رکھی گئی بلکہ اس کی تمام تر منفعت کے حقدار اس کے موقوف علیہم ہی قرار دیئے گئے۔

یہ اپنی نوعیت کی اب تک واحد تکافل کمپنی ہے۔

ایک اہم وضاحت:

لیکن یہاں پھر بھی مصنف کی آگہی کے لئے عرض ہے کہ:

جن علماء نے نقود کے ذریعے وقف فنڈ قائم کیا ہے اس میں بھی واقف نے اس وقف کو اپنی ذات پر کیا ہے، نہ ہی اپنی اولاد پر اور نہ دیگر اغنیاء (مالداروں) پر۔ یہ سراسر بہتان ہے اور مصنف کو اعتراض کرنے سے قبل تمام معاملات کو اچھی

طرح سمجھ لینا چاہئے تھا۔ خود ساختہ اعتراضات کے ذریعے وہ نہ صرف خود کو دھوکا دے رہے ہیں بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ انہیں انصاف کا دامن ضرور تھامنا چاہئے۔

Scanned by CamScanner

دوسرا قاعدہ: واقف اپنے کئے ہوئے وقف سے خود نفع اٹھا سکتا ہے (اپنی اولاد کو نفع دے سکتا ہے اور دیگر غنی لوگوں کے انتفاع کی شرط کر سکتا ہے)۔

(ھدیہ جواب ص75)

یہ وقف کا بالکل بنیادی اصول ہے کہ واقف اپنے کئے ہوئے وقف سے خود بھی نفع اٹھا سکتا ہے۔ نیز دیگر موقوف علیہم کو بھی اس سے استفادے کی اجازت دے سکتا ہے۔

خود مسجد نبوی، بئر رومہ، خیبر کی زمین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوقاف کے قیام سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مسجد نبوی عبادت گزاروں کے لئے، کنواں مسلمانوں کے لئے، خیبر کی زمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعین کردہ موقوف علیہم کے لئے وقف کی گئیں، نیز متولی اور واقف نے خود بھی اس سے استفادہ کیا۔ جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا گیا کہ دیگر عبادت گزاروں کی طرح واقف خود بھی اپنی وقف کی ہوئی مسجد میں عبادت کر سکتا ہے، اپنے وقف کئے ہوئے کنویں سے پانی پی سکتا ہے، نیز اپنی وقف شدہ جائیداد سے انتفاع کر سکتا ہے۔

اسی طرح واقف کو اس بات کا بھی اختیار ہے کہ وہ موقوف علیہم کو متعین و محدود کر دے اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اس حدیث کو ابن عساکر نے ابی

Scanned by CamScanner

معشر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے۔ [کنز العمال، الحدیث ۴۶۱۴۴، ج ۱۶، ص ۲۰۷ بحوالہ: بہار شریعت (تخریج شدہ ایڈیشن) ج ۱۰ ص ۵۵]

چوں کہ وقف سے منفعت کا حصول اس کے موقوف علیہم کے لئے ہی ہے، یہاں تک کہ خود واقف، واقف کی اولاد، اس کے قرابت دار، اغنیاء و فقیر سب ہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

امام احمد رضا قادری بیان فرماتے ہیں:

"لافرق فی الانتفاع فی مثل ھذہ الاشیاء بین الغنی والفقیر حتی جاز للکل النزول فی الخان والرباط والشرب من السقایة والدفن فی المقبرة کذافی التبیین۔

ترجمہ: ان چیزوں سے انتفاع میں امیر غریب کا کوئی فرق نہیں، لہذا سرائے و رباط، سقایہ (سبیل)، تدفین مقبرہ میں ہر ایک کو مساوی حق ہے۔"

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۴۶ / فتاوی ہندیۃ کتاب الوقف الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۲ / ۴۶۶]

اسی میں ہے:

Scanned by CamScanner

''ولاباس بان یشرب (ای البانی) من

البئر والحوض ویسقی دابته وبعیره ویتوضأ

منه کما فی الظهیریة

ترجمہ: بطور وقف تعمیر کرنیوالے کو کنویں، حوض سے

پانی پینے، اپنے جانوروں کو پلانے، وضو کرنے میں کوئی

حرج نہیں، جیسا کہ ظہیریہ میں ہے۔ (ت)''

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۴۶ / فتاوٰی ہندیۃ کتاب الوقف

الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۴۶۵]

س یہ فرق ذہن نشین رہے کہ اس وقف سے استفادہ اس لئے نہیں ہو گا کہ وہ

اقف ہے، یا واقف کی اولاد ہے بلکہ اس لئے ہو گا کہ واقف کی شرط کے مطابق

ہ اس کا موقوف علیہ ہے۔

Scanned by CamScanner

تیسرا قاعدہ: وقف کو جو تبرع یا چندہ کیا جائے وہ وقف کی ملکیت بنتا ہے خود وقف نہیں بنتا۔[مدیہ جواب ص 75]

یہ بھی وقف کا بنیادی قاعدہ ہے کہ وقف کو جو تبرع یا چندہ کیا جائے وہ وقف کی ملکیت (آمدن) بنتا ہے خود وقف نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ وقف کی آمدن سے مصارف وقف ادا کئے جاتے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں: بہار شریعت ج ۱۰ص ۴۷ تا ۵۷ (تخریج شدہ ایڈیشن)

اسی ضمن میں امام احمد رضا قادری ایک سائل کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> "متولی نے زر وقف سے جو زمین یا جائیداد وقف کے لئے خریدی وہ وقف نہیں ہو جاتی اس کی بیع جائز ہے کتابوں میں جزئیہ کی تصریح ہے ہاں بیع کے لئے ایسا ذریعہ اطمینان ضرور ہے جس میں کسی کے تغلب کا احتمال نہ رہے قاضی شرع تو یہاں کوئی نہیں اہل محلہ وعالم دیندار و مسلمانان متدین کی دینداری سے یہ کام ہو، در مختار میں ہے: اشتری المتولی بمال الوقف دارا للوقف لاتلحق بالمنازل الموقوفة و یجوز بیعها فی الاصح اھ واللہ

Scanned by CamScanner

تعالٰی اعلم۔ (ترجمہ: متولی نے وقف مال سے کوئی مکان وقف کے طور پر خریدا تو یہ مکان وقف شدہ جائیداد شمار نہ ہوگا اصح قول میں اس کو فروخت کرنا جائز ہوگا، واللہ تعالٰی اعلم)"

[فتاویٰ رضویہ ج۱۶ ص۱۱۷ / درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۹]

چوں کہ وقف میں آنے والا مال خود وقف نہیں ہوتا بلکہ وقف کی آمدن ہوتا ہے اسی وجہ سے وقف کے مصارف میں اس کو خرچ کیا جاسکتا ہے یہاں تک کہ وقف کی آمدن سے خریدی گئی جائیداد کو بھی فروخت کرنا جائز ہے۔

خود مصنف بھی غالباً کسی مسجد و مدرسے منسلک ہوں گے۔ ان کو جو مشاہرہ (تنخواہ) ادا کیا جاتا ہوگا وہ بھی اسی آمدن وقف ہی سے ہوگا۔ بجلی و دیگر یوٹیلیٹی بلز بھی اسی آمدن سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اس بات کو ان سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے؟ اگر وقف کو دیا گیا چندہ یا اس کی آمدن بھی وقف ہو جاتی تو اس کا خرچ کرنا جائز نہ ہوتا۔

Scanned by CamScanner

چوتھا قاعدہ: وقف کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ (اغنیاء کے انتفاع کے بعد) بالآخر خیر کی کسی ایسی مد میں ہو جو کبھی ختم نہ ہونے والی ہو مثلاً فقراء کے لیئے ہو۔
(ھدیہ جواب ص75)

وقف کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب کا حصول ہے،
جیسا کہ بیان ہوا:

"الوقف ازالۃ الملك الیٰ اللّٰہ تعالیٰ علیٰ وجہ القربۃ۔
(ترجمہ: اپنی ملکیت کو عبادت کے طور پر زائل کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے، اس کو وقف کہتے ہیں۔)"
[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۱ / الھدایہ، کتاب الوقف، مطبوعہ کراچی ۲/۶۲۳]

محاسن وقف یہ ہے کہ اس میں نیک عمل کا دوام ہو، امام احمد رضا قادری تحریر فرماتے ہیں:

"محاسن الوقف ظاھرۃ لما فیہ من ادامۃ العمل الصالح کما فی الحدیث المعروف اذا مات ابن آدم انقطع عنہ عملہ الا من ثلث صدقۃ جاریۃ۔۔۔الحدیث

Scanned by CamScanner

(ترجمہ: وقف کے محاسن ظاہر ہیں کہ اس میں نیک عمل کا دوام ہے جیسا کہ معروف حدیث میں ہے کہ انسان کے فوت ہونے پر اس کے عمل تین کے سوا سب منقطع ہو جاتے ہیں، ان میں ایک صدقہ جاریہ ہے،) الحدیث''

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۱ / فتح القدیر، کتاب الوقف، سکھر، ۵/۴۱۶]

(اغنیاء کے انقطاع کے بعد) کی شرط:

تکافل کمپنی میں وقف کرتے وقت **(اغنیاء کے انقطاع کے بعد)** کی کوئی شرط نہیں لگائی جاتی۔ بادی النظر میں یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ قوسین میں **(اغنیاء کے انقطاع کے بعد)** کا اضافہ مصنف نے خود ہی کیا ہے جس کی وجہ سے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ غالباً تکافل کمپنی میں وقف کرتے ہوئے اس طرح کی کوئی شرط لگائی جاتی ہے۔ حالانکہ تکافل میں ایسی کسی شرط کا کوئی وجود ہی نہیں۔ نفس مسئلہ کو پوری طرح سمجھنے میں مصنف سے تسامح ہوا۔

نفس مسئلہ کچھ یوں ہے کہ اگر صرف اغنیاء (مالداروں) کے استفادہ کی شرط لگائی جائے تو وقف ہی درست نہیں ہو گا۔ کیوں کہ یہ قربت و رضائے الٰہی کا سبب نہیں، البتہ پہلے صرف اغنیاء کے لئے استفادے کی شرط لگائی لیکن بعد

Scanned by CamScanner

میں کہا کہ پھر فقراء کے لئے (بھی وقف ہے) تو اب اس طرح وقف کرنا درست ہو گیا کیوں کہ یہ قربت الٰہی کا سبب ہے۔

امام احمد رضا قادری رد المحتار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

"فی النھر عن المحیط لو وقف علی الاغنیاء وحدھم لم یجز لانہ لیس بقربۃ اما لو جعل اٰخرہ للفقراء فانہ یکون قربۃ فی الجملۃ

(ترجمہ: نہر میں محیط سے منقول ہے اگر صرف اغنیاء کے لئے وقف ہو تو صحیح نہیں کیوں کہ یہ قربت نہیں، اگر آخر میں فقراء کے لئے کر دیا تو فی الجملہ قربت ہو جائے گا۔)"

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۲ /رد المحتار، کتاب الوقف، بیروت ۳/۳۵۷]

Scanned by CamScanner

(ج) مصنف ھدیہ جواب کی ذکر کردہ تین باطل بنیادوں کا جواب

مذکورہ چاروں قواعد بیان کرنے کے بعد، مصنف نے تکافل پر اعتراضات قائم کرتے ہوئے اس کی جن تین باطل بنیادوں کو بیان کیا، اس پر مرحلہ وار گفتگو کرتے ہیں۔

پہلی باطل بنیاد: منقولہ اشیاء کا وقف اولاً صرف اپنی ذات پر، یا اپنی اولاد پر یا دیگر اغنیاء پر (ھدیہ جواب ص77)

یہ قاعدہ ذہن نشین رہے کہ منقولہ اشیاء کو اس طرح وقف کرنا کہ اس سے منفعت کے حصول کا حق صرف واقف کی اپنی ذات ہو، یا اس کی اولاد ہو یا دیگر اغنیاء (مالدار) ہوں تو ایسا وقف کرنا باطل ہے۔لہذا تکافل کمپنی میں ایسا وقف نہیں کیا جاتا۔

مذکورہ عنوان کے تحت مصنف فرماتے ہیں:

Scanned by CamScanner

"اس کے باطل ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ابن ہمام رحمہ اللہ اونٹوں اور گھوڑوں کو فی سبیل اللہ وقف کے بارے میں لکھتے ہیں:

ثم اذا عرف جواز وقف الفرس والجمل فی سبیل اللہ۔ فلو وقفه علیٰ ان یمسکه مادام حیاً ان امسکه للجهاد جاز له ذالك لانه لو لم یشترط کان له ذالك لان لجاعل فرس السبیل ان یجاهد علیه و ان اراد ان ینتفع به فی غیر ذالك لم یکن له ذالك وصح جعله للسبیل یعنی یبطل الشرط و یصح وقفه (فتح القدیر ص 219 ج 6)

(ترجمہ: پھر جب گھوڑے اور اونٹ کو فی سبیل اللہ وقف کرنے کا جواز معلوم ہوا تو اگر کسی نے اس شرط کے ساتھ گھوڑے کو وقف کیا کہ وہ اپنی زندگی بھر اس کو اپنے پاس رکھے گا تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

i۔ اگر اس پر خود جہاد کرنے کے لئے اس کو اپنے پاس رکھا تو یہ اس کے لئے جائز ہے کیوں کہ اگر وہ یہ شرط

Scanned by CamScanner

نہ بھی کرے تب بھی اس کو حق حاصل ہے کہ خود اس پر جہاد کرے۔

ii۔ اور اگر وقف کرنے والے کی مراد یہ ہے کہ وہ گھوڑے کو اپنے دیگر ذاتی کاموں میں استعمال کرے گا تو اس کے لئے جائز نہیں ہے اور اس کا وقف تو صحیح ہو گا لیکن شرط باطل اور کالعدم ہو گی)"

[ھدیہ جواب ص77]

مذکورہ دلیل بیان کرنے بعد مصنف مزید تحریر فرماتے ہیں:

"اس حوالہ سے بخوبی واضح ہے کہ منقولہ اشیاء مثلاً نقدی اور گھوڑے وغیرہ میں اگر وقف اس طرح کیا کہ اول تو صرف وہ خود یا اس کی اولاد یا دیگر اغنیاء اس سے فائدہ اٹھائیں گے پھر بالآخر وہ فقراء میں یا کسی اور نیک کام میں وقف ہو تو یہ صورت جائز نہیں۔ ہاں اگر وجوہ خیر میں فوری وقف کر دے تو اور ایک حقدار بن کر کوئی غنی بھی فائدہ اٹھائے تو جائز ہے۔ مثلاً نقدی وقف کی کہ اس کے منافع سے مدرسہ کے طلبہ کے لیے ٹھنڈے پانی کا بندوبست کیا جائے تو

Scanned by CamScanner

فقراء کی طرح اغنیاء کے بچے بھی اس سے نفع اٹھا سکتے ہیں اور اگر یوں کہا جائے کہ پہلے دس سال صرف اغنیاء کے بچوں کے لیے وقف ہے پھر فقراء کے بچوں کے لیے تو یہ جائز نہیں۔"

(ھدیہ جواب ص 78)

پہلی باطل بنیاد کا جواب:

سب سے پہلے تو یہ عرض ہے کہ تکافل کے باطل ہونے کی یہ پہلی بنیاد جو انہوں نے بیان فرمائی ہے، یہ سراسر اس نظام کو درست طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ مصنف نے تکافل کی یہ بنیاد کہاں سے لی اور مزید اس پر باطل بنیاد کا عنوان سجایا وہ کہاں سے لیا، اس کا جواب تو ان ہی کے ذمہ ہے۔ لیکن تفصیل میں جانے سے یہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے اعتراض کی بنیاد یہ ہے کہ:

نقدی چوں کہ منقولہ شے ہے اور منقولہ شے کو صرف اپنی ذات پر، یا اپنی اولاد پر یا دیگر اغنیاء پر وقف کرنا ناجائز ہے۔

یعنی ان کے خیال میں تکافل کمپنی میں:

تکافل کمپنی کے ڈائریکٹر اور سرمایہ کار اپنا سرمایہ اس طرح سے وقف کرتے ہیں کہ وہ پہلے تو ایک طویل عرصہ کے لئے محض اغنیاء کے لیے وقف ہوتی ہے پھر بعد میں کبھی فقراء کے لئے ہوتی ہے۔

Scanned by CamScanner

در حقیقت یہی ان کی بنیادی غلط فہمی ہے۔ ایسا قطعاً نہیں ہوتا جیسا کہ انہوں نے بیان فرمایا۔ نفس مسئلہ ہم ذکر کر چکے کہ:

واقف کو اس بات کا پورا اختیار حاصل ہے کہ وقف کرتے وقت جو فرد یا افراد اس وقف کی منفعت سے استفادہ کے حقدار (موقوف علیہم) ہوں گے ان کا ذکر کر دے۔ اس بات سے قطع نظر کہ وہ اغنیاء ہوں کہ فقراء، کیوں کہ ہر وقف نہ تو صرف فقراء پر کیا جاتا ہے اور نہ فقراء پر کرنا ضروری ہے۔ ورنہ مسجدوں میں صرف فقراء ہی نماز پڑھتے اور قبرستان میں صرف فقیر مردے ہی دفن ہوتے۔

وقف کرتے ہوئے واقف نے:

۱۔ اگر صرف فقراء پر وقف کیا تو بالاتفاق وہ وقف جائز ہے، جب کہ

۲۔ اگر صرف اغنیاء (مالداروں) کے استفادہ کی شرط لگائی تو وہ وقف ہی درست نہیں ہوگا۔ کیوں کہ یہ قربت ورضائے الٰہی کا سبب نہیں، البتہ

۳۔ پہلے صرف اغنیاء کے لئے استفادے کی شرط لگائی لیکن بعد میں کہا کہ پھر فقراء کے لئے بھی (یہ وقف ہے) تو اب وقف درست ہو گیا کیوں کہ یہ قربت الٰہی کا سبب ہے۔ اس ضمن میں امام احمد رضا قادری کا حوالہ گزر چکا۔

مصنف نے: "منقولہ اشیاء کا وقف اولاً اپنی ذات پر یا اپنی اولاد پر یا دیگر اغنیاء پر باطل وناجائز قرار دیتے ہوئے فتح القدیر کا حوالہ بطور دلیل پیش کیا۔

Scanned by CamScanner

الحمد للہ! فتح القدیر کی مذکورہ عبارت ہی درج ذیل باتوں کی وضاحت کے لئے کافی ہے:

الف) گھوڑے اور اونٹ اگرچہ منقولہ اشیاء ہیں لیکن فی سبیل اللہ ان کو وقف کرنا جائز ہے۔

ب) وقف کرنے کے بعد واقف کو زندگی بھر اس سے انتفاع (فائدہ اٹھانے) کا حق حاصل ہے اگرچہ اس نے خود اپنی ذات کے لئے انتفاع کی شرط نہ بھی رکھی ہو۔

ج) یہ انتفاع صرف اسی صورت جائز ہوگا کہ جس مقصد کے لئے اس کو وقف کیا ہے انتفاع بھی اسی مقصد میں اٹھائے۔

د) لیکن اگر اپنے دیگر ذاتی کاموں کے لئے بھی استعمال کرنے کی شرط لگائی تو صرف شرط کو فاسد قرار دیا جائے گا لیکن وقف کو جائز رکھا جائے گا۔

معلوم ہوا کہ **اگر واقف نے وجوہ خیر کے علاوہ اس کے منافی شرط لگائی تو وقف کو جائز رکھا جائے گا اور شرط کو باطل قرار دیا جائے گا۔**

امام احمد رضا قادری بحوالہ فتح القدیر جلد پنجم ص ۳۸ و ردالمحتار جلد سوم ص ۵۵۷ تحریر فرماتے ہیں:

"لو وقف الذمی علی بیعة مثلا فاذا خربت یکون للفقراء، کان للفقراء ابتداءً

Scanned by CamScanner

ولو لم يجعل اخره للفقراء كان ميراثا عنه
نص عليه الخصاف فی وقفه ولم يحك خلافا۔

(ترجمہ: اگر ذمی نے بیعہ (یہودی عبادت گاہ) کے لئے وقف کیا مثلاً خرابہ ہو جانے پر فقراء کے لئے کہا تو وہ ابتداء سے فقراء کے لئے ہو گا، اور اگر آخر میں (خرابہ کے وقت) فقراء کے لئے نہ کہتا تو پھر ورثاء کے لئے میراث بن جاتا، اس کو خصاف نے اپنے اوقاف میں بیان کیا اور اس میں خلاف قول ذکر نہ کیا۔"

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۳۱/ ردالمحتار کتاب الوقف دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۶۱]

جب مصنف نے خود ہی تسلیم کیا کہ:

"منقولہ اشیاء مثلاً نقدی اور گھوڑے وغیرہ میں اگر اس طرح وقف کیا کہ اول تو صرف خود یا اس کی اولاد یا دیگر اغنیاء اس سے فائدہ اٹھائیں گے پھر بالآخر وہ فقراء میں یا کسی اور نیک کام میں وقف ہو تو یہ صورت جائز نہیں۔ ہاں اگر وجوہ خیر

Scanned by CamScanner

میں فوری وقف کردے اور ایک حقدار بن کر کوئی غنی بھی فائدہ اٹھائے تو جائز ہے۔۔۔"

(ھدیہ جواب ص 77)

لہذا ثابت ہوا کہ اگر واقف نے صرف اغنیاء پر وقف کیا تو یہ وقف جائز ہی نہیں کیوں کہ یہ قربت الٰہی نہیں لیکن اگر وقف کرتے ہوئے آخر میں فقراء کے لئے (وقف ہونے کا ذکر) کر دیا تو وہ ابتداء سے ہی فقراء کے لئے بھی وقف ہو جائے گا۔ اب بطور موقوف علیہ کوئی غنی بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ امام احمد رضا قادری کا حوالہ اوپر گزرا۔

Scanned by CamScanner

فتح القدیر کی مذکورہ عبارت اور مصنف کے علمی مغالطے :

پہلا مغالطہ: وقف کرتے وقت وجوہ خیر کا ذکر آخر میں اور اس کا عدم جواز:

مصنف مزید لکھتے ہیں کہ :

"اگر اس طرح وقف کیا کہ اول تو صرف خود یا اس کی اولاد یا دیگر اغنیاء اس سے فائدہ اٹھائیں گے پھر بالآخر وہ فقراء میں یا کسی اور نیک کام میں وقف ہو تو یہ صورت جائز نہیں۔"

(ھدیہ جواب ص 77)

مصنف نے وقف کی مذکورہ صورت کو ناجائز بیان کیا حالاں کہ تمام کتب اس بات پر شاہد ہیں کہ وقف کی یہ صورت جس میں واقف وقف کرتے وقت وجوہ خیر کا ذکر آخر میں کر دے تو وہ وقف ابتداء سے ہی جائز ہو گا، البتہ وجوہ خیر کے منافی شرط باطل قرار پائے گی۔ مصنف کو یہاں بھی غالباً تسامح ہوا۔

ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ ذرا یہ بتائیے کہ:

ا۔ کس تکافل کمپنی میں واقف نے صرف اپنی ذات، یا اپنی اولاد یا دیگر اغنیاء کے انتفاع کی شرط لگائی ہے؟ اگر نہیں بلکہ یقیناً نہیں تو مصنف کن وجوہات کی بنا پر تکافل کے نظام کو باطل قرار دے رہے ہیں؟ حالانکہ خود یہ بات واضح ہے کہ وجوہ خیر کے ساتھ اس کے منافی انتفاع کی کوئی شرط اگر لگائی بھی جائے تو

Scanned by CamScanner

وقف پھر بھی جائز ہو گا اور صرف وہ شرط فاسد قرار دی جائے گی۔ تکافل کے وقف میں تو سرے سے ایسی کوئی شق ہی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اعتراض کرنے کا کیا جواز ہے!

۲۔ جہاں تک واقف کا اپنی ذات، یا اپنی اولاد یا دیگر اغنیاء کے لئے انتفاع کا سوال ہے وہ مصنف نے خود ہی فتح القدیر کی عبارت میں ذکر کر دیا کہ واقف اگر خود اپنی ذات کے لئے انتفاع کی شرط نہ بھی لگائے تب بھی اس کو اس سے انتفاع کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ خود انہوں نے ہی بحوالہ فتح القدیر ذکر کیا کہ:

"i۔ اگر اس پر خود جہاد کرنے کے لئے اس کو اپنے پاس رکھا تو یہ اس کے لئے جائز ہے کیوں کہ اگر وہ یہ شرط نہ بھی کرے تب بھی اس کو حق حاصل ہے کہ خود اس پر جہاد کرے۔" [ھدیہ جواب ص 77]

Scanned by CamScanner

دوسرا مغالطہ: فتح القدیر کی عبارت اور نقدی کا ذکر:

اپنی پہلی باطل بنیاد پر گفتگو کرتے ہوئے مصنف نے فتح القدیر کی جس عبارت کا حوالہ دیا اس میں گھوڑے اور اونٹ کے وقف کا ذکر تو ہے نقدی کے وقف کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن حیرت انگیز طور پر مصنف نے خود ہی اس میں نقدی کو بھی شامل کرلیا، حالانکہ متن میں نقدی کا نہ تو کوئی ذکر تھا اور نہ ہی نقدی کے وقف کو اونٹ یا گھوڑے کے وقف سے قیاس کیا جاسکتا ہے۔

اونٹ اور گھوڑے اگرچہ منقولہ اشیاء ہیں، ان کے وقف کا جواز ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کردیا کیوں کہ منقولہ اشیاء کے وقف کے جواز کی جو صورتیں بیان ہوئی ہیں ان میں ایک یہ کہ وہ منقولہ شے یاتو عقار (جائید اد غیر منقولہ) کے تابع ہو یا اس کے وقف کا رواج ہو۔ کیوں کہ وقف کی بنیادی شرائط میں سے تابید (ہمیشگی)ہے نیز اس کا متعین ہونا ہے۔ منقولہ اشیاء میں مذکورہ شرائط پائی جائیں گی تو وہ وقف ہو گا وگرنہ نہیں۔ اونٹ اور گھوڑوں میں دونوں شرائط موجود ہیں۔ جبکہ نقدی میں نہ تو تابید (ہمیشگی) ہے نہ ہی یہ متعین ہوتے ہیں۔ نیز ان کے وقف کا کوئی رواج بھی نہیں۔ اب اس کا جواب بھی مصنف کے ذمہ ہے۔

مصنف سے سوالات:

ہمارا ان سے سوال ہے:

Scanned by CamScanner

پہلا سوال: آپ نے یہاں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی مثال تو اونٹوں اور گھوڑوں کو فی سبیل اللہ وقف کے بارے میں دی۔ یہاں نقدی کے وقف کا ذکر کہاں سے آگیا؟ آپ کے خیال میں کیا نقدی کا وقف درست ہے؟ نیز اگر درست ہے تو اس کے جواز کی صورت کیا ہوگی؟

دوسرا سوال: "اول تو صرف وہ خود یا اس کی اولاد یا دیگر اغنیاء اس سے فائدہ اٹھائیں گے پھر بالآخر وہ فقراء میں یا کسی اور نیک کام میں وقف ہو تو یہ صورت جائز نہیں۔" آپ نے اس صورت کو ناجائز کیسے فرمایا؟

تیسرا سوال: آپ نے یہاں نقدی کے وقف اور اس کے منافع سے طلبہ کے لیے ٹھنڈے پانی کے بندوبست کی مثال پیش کی۔ آپ نے اس کا حوالہ دینا ضروری نہیں سمجھا۔

تیسرا مغالطہ: وقف علی النفس اور وقف علی الاولاد کے جواز پر دی گئی دلیل پر تنقید:

مصنف فرماتے ہیں کہ ہماری بات کے برعکس، اس بات کہ جواز کے لئے کہ نظام تکافل میں تکافل کمپنی کے ڈائریکٹر اور سرمایہ کار اپنے سرمایہ اس طرح سے وقف کریں کہ وہ پہلے تو ایک طویل عرصہ کے لئے محض اغنیاء کے لیے وقف ہو پھر بعد میں کبھی فقراء کے لئے ہو، درج ذیل دلیل پیش کی گئی:

Scanned by CamScanner

''فی الذخیرۃ اذا وقف ارضاً او شیئاً آخر وشرط الکل لنفسه او شرط البعض لنفسه مادام حیاً و بعدہ للفقراء قال ابو یوسف رحمه الله تعالیٰ الوقف صحیح و مشایخ بلخ رحمه الله اخذوا بقول ابو یوسف وعلیه الفتویٰ ترغیباً للناس فی لوقف۔۔۔۔۔و لو قال ارضی هذہ صدقة موقوفة تجری غلتها ماعشت ثم بعدی علیٰ ولدی و ولدولدی و نسلهم ابدا ماتناسلوا فان انقرضوا فهی علیالمساکین جاز ذالک کذا فی خزانة المفتین۔

(ترجمہ: ذخیرہ میں ہے جب کوئی شخص کوئی زمین یا کوئی اور (غیر منقولہ) شے وقف کرے اور یہ شرط کرے کہ جب تک وہ زندہ ہے وہ کل وقف کو یا اس کے ایک حصہ کو اپنے استعمال میں رکھے گا تو ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وقف صحیح ہے اور مشائخ بلخ نے ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو اختیار کیا اور اسی پر فتویٰ ہے تاکہ لوگوں کو وقف کرنے میں رغبت رہے۔۔۔۔اور اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میری زمین صدقہ

وقف ہے اور جب تک میں زندہ ہوں میں اس کی آمدنی لوں گا اور میرے بعد میری اولاد اور اولاد کی اولاد نسل چلنے تک لے گی۔ پھر جب نسل ختم ہو جائے تو وہ مساکین پر وقف ہو گی تو جائز ہے۔ خزانۃ المفتین میں ایسے ہی مذکور ہے)۔" (ص78)

بعد ازاں مصنف نے واقف کی اپنی ذات یا اپنی اولاد (یعنی وقف علی النفس اور وقف علی الاولاد) کے جواز میں دیئے گئے درج بالا حوالے پر تنقید کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ دلیل دعوی کے مطابق نہیں۔ کیوں کہ

"دعویٰ کیا گیا ہے نقدی جیسی منقولہ شے کو اولاً اغنیاء پر اور بالآخر فقراء پر وقف کرنے کا لیکن دلیل دی گئی ہے غیر منقولہ شے یعنی زمین و عمارت کو اس طرح وقف کرنے کی حالاں کہ دونوں میں فرق ہے اور وہ یہ کہ غیر منقولہ جائیداد خود ابدی و دائمی ہوتی ہے جب کہ منقولہ اشیاء میں ابدیت و دوام کی توقع ہی نہیں ہوتی بلکہ نقدی میں تو خطرہ ہوتا ہے کہ کاروبار میں نقصان کے باعث اصل رقم کل یا کچھ جاتی رہے جب کہ دیگر منقولہ اشیاء مثلاً بہت سے برتن، کتابیں اور مصاحف وغیرہ تیس چالیس سال کے استعمال سے بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور کسی دوسرے کے کام کے نہیں رہتے۔ علاوہ ازیں وہ کسی حادثے کا شکار بھی ہو سکتی ہیں اور چوری بھی ہو سکتی ہیں۔ اس لئے نقدی سمیت

Scanned by CamScanner

منقولہ اشیاء میں صرف یہی صورت ممکن ہے کہ آدمی ان کو وجوہ خیر میں اولاً ہی وقف کر دے اور شرط کر دے کہ دیگر حقداروں کے ساتھ وہ خود بھی نفع اٹھائے گا یا وقف کے منفع کے حقدار ہونے کی وجہ سے دوسرے حقداروں کے ساتھ شریک ہوگا۔" (ص79)

اس پوری گفتگو سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱) مصنف نے فتح القدیر کا جو حوالہ دیا اس سے یہ بات پہلے ہی ثابت کی جاچکی کہ تکافل کمپنی میں نہ تو وقف علی النفس کی کوئی شرط ہوتی ہے اور نہ وقف علی الاولاد کی۔

۲) اسی طرح یہ بھی کوئی شرط نہیں ہوتی کہ وجوہ خیر (یعنی نیک کاموں میں) کا ذکر آخر میں ہو۔ بلکہ تکافل کا وقف اول دن سے ہی وجوہ خیر کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ اور اس کی منفعت کا حصول وقف نامے کی شرائط کے مطابق اس کے موقوف علیہم کے لئے ہوتا ہے۔

۳) جہاں تک اغنیاء یا واقف کی اپنی ذات یا اس کی اولاد کے لئے حصول منفعت کا سوال ہے بہر صورت جائز ہے چاہے مال وقف منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ بشرط یہ کہ وقف وجوہ خیر کے لئے قائم کیا گیا ہو۔ دلائل صفحات گزشتہ میں گزر چکے۔ مصنف نے بھی نہ صرف اس کو تسلیم کیا ہے بلکہ خود اس کا حوالہ بھی دیا ہے۔ البتہ ان کا اعتراض صرف یہ ہے کہ دلیل دعوی کے برعکس ہے۔

چوتھا مغالطہ: بغیر دلیل نقود کے وقف کا سند جواز:

مزید براں گزشتہ تمام اقتباسات میں نقود کے وقف کا کوئی ذکر نہیں لیکن حیرت انگیز طور پر مصنف اونٹ اور گھوڑوں کے ساتھ ساتھ نقود کو بھی غیر منقولہ شے کے وقف میں شامل فرمالیتے ہیں۔ حالاں کہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ 'غیر منقولہ جائیداد خود ابدی ودائمی ہوتی ہے جب کہ منقولہ اشیاء میں ابدیت ودوام کی توقع ہی نہیں ہوتی بلکہ نقدی میں تو خطرہ ہوتا ہے کہ کاروبار میں نقصان کے باعث اصل رقم کل یا کچھ جاتی رہے جب کہ دیگر منقولہ اشیاء مثلاً بہت سے برتن، کتابیں اور مصاحف وغیرہ تیس چالیس سال کے استعمال سے بوسیدہ ہوجاتے ہیں اور کسی دوسرے کے کام کے نہیں رہتے۔ علاوہ ازیں وہ کسی حادثے کا شکار بھی ہوسکتی ہیں اور چوری بھی ہوسکتی ہیں' مگر مصنف کا کمال دیکھیں، وہ اچانک بغیر دلیل نہ صرف نقود کے وقف کے قائل ہوگئے بلکہ یوں کہیے کہ "لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا" اور ساتھ ہی اس سے اغنیاء کے لئے حصول منفعت کو بھی شرعی جواز فراہم کردیا، ملاحظہ فرمایئے:

"اس لئے نقدی سمیت منقولہ اشیاء میں صرف یہی صورت ممکن ہے کہ آدمی ان کو وجوہ خیر میں اولا ہی وقف کردے اور شرط کردے کہ دیگر حقداروں کے ساتھ وہ خود بھی نفع اٹھائے گا یا

Scanned by CamScanner

وقف کے منافع کے حقدار ہونے کی وجہ سے دوسرے حقداروں

کے ساتھ شریک ہوگا۔" (ص79)

اب مصنف کی ذمہ داری ہے کہ اگر وہ نقود کے وقف کے قائل ہیں تو اس کی شرعی دلیل بھی عنایت فرمائیں نیز نقود کے وقف کی جو صورتیں انہوں بیان کی ہیں تکافل کے وقف میں وہ بھی میں شامل ہے یا نہیں؟!

وقف علی النفس کے عدم جواز کی ایک دلچسپ بحث:

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مصنف نے تکافل پر من گھڑت اعتراض قائم کیااور اس بنیاد پر تکافل کے نظام کو باطل کہا حالاں کہ کسی تکافل کمپنی نے وقف کے اولا اپنی ذات یا اپنی اولاد یا دیگر اغنیاء کی کوئی شرط نہیں لگائی۔

مصنف کی جانب سے وقف علی النفس کے عدم جواز کی بحث پر اعتراض کیا گیا اور کہا گیا کہ انہوں نے جو وقف علی النفس کا تذکرہ کیا ہے وہ بے جا کیا کیوں کہ تکافل کے نظام میں وقف علی النفس (اپنی ذات پر وقف) کی کوئی شرط ہوتی ہی نہیں۔

مصنف خود تسلیم کرتے ہیں کہ:

"یہ تو ہم نے بھی کہیں نہیں لکھا کہ تکافل کے نظام میں وقف علی النفس کی شرط ہوتی ہے۔" [ص80]

Scanned by CamScanner

لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے خود ساختہ مفروضہ کی بنیاد پر تکافل کے نظام کو باطل قرار دے دیا۔ فرماتے ہیں:

پھر بھی ہم نے نقدی اور دیگر منقولہ اشیاء میں جو وقف علی النفس کا ذکر کیا اس کی دو وجہیں ہیں: ایک یہ کہ

i. ''تکافل کے نظام میں وقف فنڈ اولاً انشورنس پالیسی لینے والوں کے لئے ہوتا ہے جو عام طور سے مالدار ہوتے ہیں اور بالآخر فقراء کے لئے ہوتا ہے۔ پھر اپنی ذات پر وقف ہو یا دوسرے مالداروں پر دونوں میں جو اصل مطلوب ہے یعنی فقراء پر وقف وہ مؤخر ہے اس لئے دونوں کا شرعی حکم اور شرعی حیثیت یکساں ہے کہ ناجائز ہے۔ تو وقف علی النفس کے عدم جواز کو ذکر کرنے سے وقف علی الاغنیاء کے عدم جواز کا حکم بھی ثابت آگیا۔ [ص80]

ii. پھر فرماتے ہیں کہ باوجودیکہ تکافل کے نظام میں وقف علی النفس کی کوئی شرط نہیں ہے صرف نقصان کا شکار ہونے والے ممبران کا ذکر ہے لیکن چوں کہ وقف کی اساس پر تکافل کے نظام کے جو چار قواعد ذکر کیے گئے ان میں وقف علی النفس (اپنی ذات پر وقف) کو تکافل کے وقف کے جواز

Scanned by CamScanner

کی دلیل کے طور پر بیان کیا گیا اور پھر اس کو جواز بنا کر نقصان کا شکار ہونے والے اغنیاء (مالداروں) کے لئے وقف کو جائز قرار دیا گیا۔" (ص80)

مصنف فرماتے ہیں:

"اسی کی مناسبت سے ہم نقدی اور دیگر منقولہ اشیاء میں وقف علی النفس کے عدم جواز کو ثابت کیا اور اس کے عدم جواز سے اغنیاء پر وقف کو بھی ناجائز کہا۔" (ص80)

کیا بات ہے ! مصنف نے تکافل کے باطل ہونے کی پہلی بنیاد ہی اولاً اپنی ذات۔۔۔(وقف علی النفس) کو قرار دیا مگر اب مکر گئے کہ ہم نے ایسا کب کہا ہے؟ جب طے ہے کہ تکافل میں ایسی کوئی شرط ہی نہیں ہوتی اور آپ کو بھی تسلیم ہے کہ آپ نے یہ لکھا ہی نہیں تو پھر اعتراض کیا ہے؟ پھر تکافل کی باطل بنیاد کا عنوان کہاں گیا؟ کیا اہل اسلام کو گمراہ کرنے اور ان میں شکوک وشبہات پیدا کرنے پر آپ رجوع کریں گے؟

ذرا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے تکافل کے نظام کو باطل اس لئے کہا ہے کہ تکافل میں اولاً پالیسی لینے والے مالدار ہوتے ہیں پھر فقراء، سبحان اللہ! بڑی اندر کی بات معلوم فرمالی مصنف نے گویا یہ سب کچھ ان ہی کے بتائے طریق پر ہوتا ہے! زبردستی کسی بات کو باطل کرنا ٹھہرا تو کچھ بھی بات بنانی پڑے بنائیں

Scanned by CamScanner

گے۔ جب ایسی کوئی شرط ہی نہیں اور آپ کو بھی تسلیم ہے کہ نہیں تو کوئی مالدار پالیسی لے یا غریب اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

کنویں کو مسلمانوں پر وقف کیا تو کوئی مالدار اولاً پانی پی لے یا خود سخی واقف، وقف پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

Scanned by CamScanner

دوسری باطل بنیاد: وقف کو چندہ دینا ایک مستقل معاملہ ہے اور وقف کے قواعد کے مطابق چندہ دینے والے کا نقصان کی تلافی کا حقدار ٹھہرنا بالکل دوسرا معاملہ ہے۔ دونوں ایک دوسرے کا عوض نہیں (ھدیہ جواب ص 78)

دوسری باطل بنیاد کا جواب:

مذکورہ قاعدے کو مصنف نے باطل بنیاد قرار دیا حالاں کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ وقف کی منفعت سے صرف اس کا موقوف علیہ ہی استفادہ کر سکتا ہے۔ موقوف علیہم کی تعین و تحدید کا اختیار واقف کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے حضرت علی و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قائم کردہ وقف میں اس شرط کو دیکھا کہ اس وقف کی منفعت سے صرف ان کی دیندار اولاد ہی مستفید ہو سکتی تھی۔ اسی طرح تکافل کے وقف میں بھی واقف نے موقوف علیہم کا تعین و تحدید کرتے ہوئے یہ شرط رکھی کہ اس کی منفعت کے حقدار وہ ہوں گے جنہوں نے اس میں چندہ دیا ہوگا۔ لہٰذا اس وقف کی منفعت کا حصول اس کے موقوف علیہم کے لئے ہے۔ یہاں تک کہ خود واقف، واقف کی اولاد، اس کے قرابت دار، اغنیاء و فقیر سب ہی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ تکافل میں جو عطیہ جمع کروایا جاتا ہے یا وہ تمام منفعت جو موقوف علیہم یا ان کے مابعد ان کے ورثاء کو دی جاتی ہیں ان میں نہ تو عطیہ دہنگان کی شرائط کا اعتبار ہوتا ہے نہ ہی ان کی جنہوں نے

Scanned by CamScanner

زمین وقف کی ہوتی ہے ان کی شرائط کا، بلکہ واقف کی طرف سے وقف نامے کی شرائط کا اعتبار ہوتا ہے اور یہ امر مخفی نہیں کہ "اوقاف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اور اس میں بلاشرط واقف یا اجازت خاصہ شرعیہ کوئی تغیر تبدل جائز نہیں،۔۔" [فتاویٰ رضویہ ج۱۶ص۱۵۷]

وقف سے عطیہ دہندگان کو نہ تو کوئی نفع دیا جاتا ہے اور نہ کوئی معاوضہ، بلکہ مستقبل میں ہونے والے ان کے اثاثے کے نقصان یا موت یا بیماری کی صورت میں ان کی امداد کی جاتی ہے۔ اور اس کی ایک انتہائی مقدار متعین ہوتی ہے جو ہر عطیہ کنندہ کے لئے وقف کی شرائط کے مطابق ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ یہ تمام شرائط بوقت قیامِ وقف ہی طے کی جاتی ہیں۔

دراصل تکافل کے وقف فنڈ میں عطیات دینا **عقدِ معاوضہ نہیں بلکہ موقوف علیہ بننے کے لیے ہے اور شرط الواقف کنص الشارع** کے مطابق ہے۔ اب اگر وہ موقوف علیہ بن گیا تو وقف کے قاعدے کے مطابق اس کو یا اس کے ورثا کو کم یا زیادہ ملتا ہے۔ اس میں شرعاً کیا قباحت ہے؟ کیا یہ شرط واقف شریعت کے کسی اصول کی خلاف ورزی ہے؟؟ اگر ہے تو مصنف کی ذمہ داری تھی کہ اس کی صراحت فرماتے بلکہ ممکن ہوتا تو اس کا کوئی متبادل بھی بیان فرماتے تاکہ اس نظام کو درست کرنے میں ان کی طرف سے زبردست علمی تعاون ہوتا۔ بہرحال وقف سے فوائد کا حصول شرط واقف اور قواعد وقف کے تحت

Scanned by CamScanner

اور عقد تبرع ہی ہے عقد معاوضہ نہیں۔ اور شریعت عقد تبرع میں فوائد کے حصول سے منع نہیں کرتی۔

مصنف نے کھینچ تان کر پہلے تو نقود کے وقف پر اعتراض کی عمارت کھڑی کی پھر اسی پر خود ساختہ تعمیرات کرتے گئے۔ جب یہ بات طے ہوگئی کہ ان کے اعتراض کی بنیاد ہی درست نہیں تو مزید اعتراضات کی عمارت ہی باقی نہیں رہتی۔

Scanned by CamScanner

تیسری باطل بنیاد: "وقف فنڈ اور تکافل کمپنی دونوں ہی شخص قانونی ہیں اور کمپنی کے ڈائریکٹرز کمپنی سے غیر شخصیتیں ہیں۔" (حدیہ جواب ص76)

تیسری باطل بنیاد کا جواب:

مصنف اپنی تصنیف "ھدیہ جواب" میں ص 76 پر مذکورہ عبارت کو بطور تیسری باطل بنیاد تحریر کرتے ہیں۔ حیرت انگیز طور ص 84 پر اس کو تبدیل کر کے "تکافل کمپنی کا خود ہی رب المال ہونا اور خود ہی مضارب ہونا" بیان کیا۔

خیر یہ ان کی صوابدید تھی جو چاہے کرتے۔ لیکن ان کا مفروضہ بالکل درست نہیں کہ وقف فنڈ اور تکافل کمپنی میں سے ہر ایک شخصِ قانونی ہے۔

۱۔ تکافل کمپنی کو شخص قانونی کہنا بذات خود ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ کیوں کہ حقیقتاً کمپنی شرکت عنان کی ایک قسم ہے۔ اور اس کے صاحبانِ حصص حقیقی اشخاص ہوتے ہیں۔ اور وہی حقیقی اشخاص اپنے تناسب کے اعتبار سے اس کے تمام نفع و نقصان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی مسئولیت اور ذمہ داری مذکورہ کمپنی میں لگائے گئے سرمایے کی حد تک محدود (لمیٹڈ) ہوتی ہے۔

بر خلاف اس کے،

۲۔ وقف حقیقتاً ایک شخص معنوی اور اعتباری یا شخص قانونی ہے۔

Scanned by CamScanner

تکافل کمپنی کے صاحبان حصص ہی وقف فنڈ کے واقف اور اس کے حقیقی متولی ہوتے ہیں۔اور یہ اشخاص حقیقیہ ہیں۔ یہی حضرات دیگر اشخاص حقیقیہ یعنی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا تقرر کرتے ہیں۔ بورڈز آف ڈائریکٹرز بعد ازاں تکافل کے سی ای او کا بھی تقرر کرتے ہیں جو اس کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔ اور وقف فنڈ، شیئر ہولڈرز فنڈز نیز کمپنی کے تمام امور کا نگران ہوتا ہے۔ وقف کی آمدنی کو بڑھانے کے لئے وقف فنڈ کی معتد بہ رقم کی شرعی طریقہ کار کے مطابق سرمایہ کاری کی جاتی ہے ۔اس وقت وقف فنڈ کی حیثیت رب المال کی ہوتی ہے۔ بطور مضارب سرمایہ کاری کی آمدن سے مضاربت پر جو نفع ملتا ہے وہ بھی وہ شیئر ہولڈرز ہی کا ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ واقف کی طرف سے طے کردہ شرائط کے مطابق ہے۔ اور وقف نامہ بذات خود سب سے بڑی پالیسی ہے۔ سی ای او سے لے کر شیئر ہولڈرز تک کوئی اس سے سر مو انحراف نہیں کر سکتا۔

لہذا مصنف کا اپنے خود ساختہ مفروضہ " چوں کہ ایک شخص رب المال ہو اور مضارب بھی ہو یہ جائز نہیں۔" (ص 84) کو تکافل کمپنی کی تیسری باطل بنیاد قرار دینا خود باطل ہے۔ نہ جانے کس چیز نے ان کو اس فرق کے سمجھنے سے عاجز کر دیا۔ تنقید برائے اصلاح محمود ہے لیکن تنقید برائے تنقید مذموم ہے۔

البتہ جو انہوں نے لکھا کہ:

Scanned by CamScanner

> ”اور اگر مضارب خود ہی وقف کا متولی اور رب المال ہو تو اس کو کسی کی پوچھ گچھ کا خوف نہ ہو گا اور چوں کہ طبائع میں فساد کا غلبہ ہے لہٰذا لوگوں میں خیانت اور دھوکہ غالب ہے۔ ایسے میں اصولی طور پر وقف کے ناظر و متولی کو وقف کے مال میں مضارب بننے کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔“ (ص88)

اس عبارت سے بھی جو چیز عیاں ہو رہی ہے کہ اگر پوچھ گچھ کا خوف ہو تو متولی کو وقف کے مال کا مضارب بنایا جاسکتا ہے جیسا کہ انہوں نے فتاویٰ شامیہ کے حوالے سے لکھا:

> ”قاضی اگر کوئی مضاربت پر کام کرنے والا پائے تو وہ یتیم کا مال اس کو مضاربت پر دے سکتا ہے کیونکہ مضارب کو قاضی کی پوچھ گچھ کا خوف ہو گا“ (ص88)

ہمارا ان سے سوال ہے:

۱۔ مسجد و مدرسہ بھی وقف ہوتا ہے۔ اس کے متولی و مہتمم ہی اس کے تمام معاملات کے ذمہ دار ہوتے ہیں کیوں کہ عقود میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے لہٰذا یہی متولی و مہتمم نہ صرف عطیات وصول کرتے ہیں بلکہ خرچ بھی کرتے ہیں یعنی عطیہ کنندگان کے بھی وکیل اور وقف کے بھی وکیل، نیز

Scanned by CamScanner

۲۔ مدارس زکوٰۃ کا مصارف نہیں، اس میں پڑھنے والے نادار طلباء کے لئے زکوٰۃ کی وصولی بھی یہی مہتمم صاحبان ہی کرتے ہیں اور خرچ بھی خود ہی کرتے ہیں، یعنی بیک وقت زکوٰۃ دہندگان کے بھی وکیل اور مصارف زکوٰۃ کے بھی وکیل، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو وہ کونسا اصول ہے جو آپ کے لئے تو درست ہو لیکن تکافل کمپنی کے لئے درست نہ ہو۔

مدارس و مساجد میں پوچھ گچھ کا کتنا خوف ہوتا ہے اور پڑتال کا کیا نظام ہوتا ہے؟ کیا بتانا پسند فرمائیں گے؟ حالانکہ بقول خود:

> "اور اگر مضارب خود ہی وقف کا متولی اور رب المال ہو تو اس کو کسی کی پوچھ گچھ کا خوف نہ ہو گا اور چوں کہ طبائع میں فساد کا غلبہ ہے لہٰذا لوگوں میں خیانت اور دھوکہ غالب ہے۔ ایسے میں اصولی طور پر وقف کے ناظر و متولی کو وقف کے مال میں مضارب بننے کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔" (ص88)

یہ اصول صرف مضارب کے لئے ہی نہیں بلکہ وکیل کے لئے بھی ہے۔ مساجد و مدارس کے مقابلے میں تکافل کمپنی میں پوچھ گچھ کا خوف اور پڑتال کا نظام کہیں زیادہ ہوتا ہے کیوں کہ نہ صرف شریعہ بورڈ، بلکہ انٹرنل اور ایکسٹرنل آڈیٹرز نیز سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن (ریگولیٹر) اور مسابقتی کمیشن بھی ان کا

Scanned by CamScanner

آزادانہ آڈٹ کرتے ہیں۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اس وقت دنیائے اسلام سود، جوا اور غرر کثیر جیسی بے شمار دلدلوں میں دھنسی ہوئی ہے۔ مروجہ سودی بینکاری، انشورنس اور دیگر سودی اداروں کی حرمت پر کسی بھی اہل علم کو کوئی شبہ اور کلام نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ یہ سود، قمار و دیگر شرعی قباحتوں سے لتھڑی ہوئی ہے اس کے مقابلے میں اسلامی بینکاری، تکافل و دیگر اسلامی مالیاتی اداروں پر شبہ ہے کہ یہ مکمل اسلامی بھی ہیں یا نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ جن اداروں کی حرمت پر تقریباً اتفاق ہے ان اداروں میں ہماری مساجد، مدارس اور ذاتی اکاؤنٹس ہیں اور ہم نہ چاہتے ہوئے بھی اسی نظام کو بڑھاوا اور تقویت دے رہے ہیں ۔ جبکہ اسلامی نظام معیشت، اسلامی بینکاری ، تکافل ودیگر مالیاتی اداروں کی ترقی و ترویج کی کوششوں میں ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ چاہئے تو یہ تھا صاحبان علم اسلامی نظام معیشت کی ترویج وترقی میں اپنی پوری علمی توانائی صرف کرتے۔ گرچہ ابھی بہت کچھ مزید بہتر کرنا باقی ہے ، اس کے لئے عزم صمیم اور جہد مسلسل درکار ہے۔

آخر میں ایک بار پھر ہماری درخواست ہے کہ مصنف اور ان کے تمام ہمنوا بنظر انصاف اس پورے نظام کا جائزہ لیں، تنقید کریں اور اس میں اصلاح تجویز

کریں نہ کہ سرے سے اسلامی نظام کے قیام کی اس کوشش کو ناکام بنادیں۔ گویا ہم دنیا کو یہ پیغام دیں کہ اسلام میں اب وہ توانائی باقی ہی نہیں رہی کہ سودی اور غیر اسلامی نظام کا اسلامی متبادل پیش کر سکے۔

Scanned by CamScanner

خلاصہ بحث اور سفارشات

Scanned by CamScanner

خلاصہ بحث:

اس تمام بحث کا لب لباب یہ ہے:

۱) تکافل کی بنیاد اسلامی شریعہ کے اصولوں پر رکھی گئی ہے۔

۲) اس کی اساس امداد باہمی اور مستقبل میں پیش آمدہ پوشیدہ خطرات کی تدبیر ہے۔

۳) پاکستان میں تکافل کی بنیاد وقف اور تبرع کی بنیاد پر ہے۔

۴) مال موقوف کا عقار (جائیداد غیر منقولہ) ہونا ضروری ہے، البتہ جن چیزوں کے وقف کا رواج ہو یا جو اصل وقف کے تابع ہوں ان کا وقف بھی جائز ہے۔

۵) نقود کے وقف میں کلام ہے۔

۶) وقف کرتے ہوئے واقف کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ اس سے استفادہ کرنے والے افراد (موقوف علیہم) کا تعین و تحدید کر دے۔

۷) تکافل کے وقف فنڈ سے صرف وہ ہی حقدار ہوں گے جو تبرع عطیات دے کر اس کے موقوف علیہم بن چکے ہوں۔

۸) تکافل میں وقف کرتے وقت ایسی کوئی شرط نہیں ہوتی کہ صاحبان حصص، ان کی اولاد یا اغنیاء ہی اس کے حقدار ہوں گے۔

Scanned by CamScanner

سفارشات:

۱) تکافل کے نظام کو زیادہ شفاف اور قابل عمل بنانے کے لئے علماء اور ماہرین کو مزید کام کرنے کی ضرورت ہے، نیز جن باتوں کی وجہ سے عوام میں ابہام پیدا ہوتا ہے اس کو صحیح کرنے کے لئے مزید محنت درکار ہے۔

۲) تکافل کمپنی وقف نامے کا از سر نو جائزہ لے، نیز اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ تکافل کا وقف عقار (جائیداد غیر منقولہ) ہو اور اس کی منفعت سے استفادہ صرف موقوف علیہم کے لئے ہی ہو۔

۳) وقف نامے میں موقوف علیہم کی تحدید اور تعین کا طریقہ کار واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہو۔

۴) اسی طرح انشورنس کی اصطلاحات کی بجائے تکافل کی اصطلاحات ہی استعمال کی جائیں۔

۵) متولی اور اس کے نائبین کی ذمہ داری اور اختیارات کا بھی اس طور تذکرہ کر دیا جائے کہ کسی بھی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔

۶) جو حضرات تکافل کے مختلف پلان کی مارکیٹنگ کرتے ہیں نیز دیگر عہدیداران ان کی تکافل کی تعلیم و تربیت کا بھی بھرپور اہتمام کیا جائے۔

۷) تکافل کی شرعی حیثیت اور کام کرنے کے طریقہ کار پر بھی عوام الناس کی آگہی کے لئے مذاکرے و مباحثے وغیرہ کا اہتمام کیا جائے۔

Scanned by CamScanner

اردو اور انگریزی اصطلاحات

English	اردو
Risk Management	مستقبل کے پوشیدہ خطرات کی تدبیر
Mutual Cooperation	امداد باہمی
Participant	تکافل ممبران
Beneficiary, Beneficiaries	موقوف علیہ، موقوف علیہم
Takaful Coverage	تکافل کا تحفظ
Contribution(s)	عطیہ، عطیات
Contributor(s)	عطیہ کنندگان
General Takaful	جنرل تکافل
Family Takaful	فیملی تکافل
Group Family Takaful	گروپ فیملی تکافل
Participant Takaful Fund	وقف فنڈ
Participant Investment Fund	سرمایہ کاری فنڈ
Individual Family Takaful	شخصی فیملی تکافل
Share Holders	صاحبان حصص، مالکان کمپنی

Scanned by CamScanner

Partner	شریک
Partnership	شراکت داری
Paid up Capital	راس المال
Article of Association	آئین کمپنی
Legal Entity	شخص معنوی، شخص قانونی
Waqf Deed	وقف نامہ
Income	آمدن (منفعت)
Expenses	مصارف (اخراجات)
Claim	ادائیگی
Reserves	ہنگامی ذخیرہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و الہ و صحبہ اجمعین!

Scanned by CamScanner

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ○

Scanned by CamScanner

مجمع البحث والإفتاء

RESEARCH & IFTA ACADEMY

Scanned by CamScanner